ملک فخرالدین کوتوال کو جو غنیمت مین اُسکی کارنمایان ظہور مین پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک مین پہنے تھا اُتار کر اُسے
دی اور ثانی الثنین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کرکے علما اور درویشونکے مکانون پر گیا اور فتوح اور نذور گذرانکر انکی تعظیم مین
کوشش کی اور قیدیونکو جو مال کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور زر بقایاے ذمگی رعایا جو دفتر مین تھا معاف فرمایا اُسکے بعد یہ حکم
نافذ کیا کہ دہلی کے بازارونمین سولیان نصب کرو اور بقیۃ السیف اسیران لشکر طغل کو جو دہلی اور لکھنوتی مین جاکر اُسکے شریک ہوئے تھے
انکو دارون پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر اسواسطے کہ اُنمین اکثر اسیرونکے عزیز و اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور
اور مضطرب حال ہوکر گریہ و زاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس گیا ایسے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ
کا دل موم کیطرح نرم کیا اُسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع قبول سے اصغا کرکے قلم عفو اُنکے
جرائم پر کھینچا اور بڑا بیٹا اُسکا سلطان محمد شہید خبر مراجعت پدر والا گہر سنکر با تحف و نفائس بسیار ملتان سے دہلی مین آیا بادشاہ اُسکے
آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے وقت بیوقت آپسمین رہکر صحبت
اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار
فراق پسر جمیل پر رکھکر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کرکے فرمایا میری تمام عمر امرائی اور بادشاہی مین گذری اور
مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصائح کہ لازمۂ جہانداری سے ہین کرون کہ میرے بعد بکار آوین اوّل وہ کہ جب تو
تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلافت خداے عزوجل جانے اور اسل سمجھے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ ہے
ساتھ ارتکاب قبائح اعمال اور رذائل اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم رذائل اور لیام کو اس کام مین شریک اپنا نکرے فرد سفیہ
فطرت را بہودہ بساحت قرب ؎ لیام را تو ان منصب کریمان واد ؎ دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو اپنے محل مین چلاکر اپنے اغراض نفسانی
سے پرہیز کرے اور بدون اسکے سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور دفینے کو جو عطاے بزرگ ربانی سے ہین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین
صرف فرماوے اور اعداے دین اور ظلمہ کو ہمیشہ خوار اور ذلیل رکھے تیسرے وہ کہ افعال اعمال اور احوال ولایت و محال اپنے سے
ہمہ آن باخبر رہے اور انمین ساتھ محاسن افعال اور فضائل اخلاق کی تحریص فرماوے چوتھے یہ کہ قضیات متقی اور حکام متدین خلائق پر
نصب فرماوے تاکہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ خلفا اور سلاطین لوازم حشمت اور عظمت
بادشاہی کی رعایت کرکے کوئی وقت اوقات سے مطائبہ اور سائر لایعنی کی استعمال نکرے بیت لوازم حشمت را بجد بپا نت کن ؎
کہ نیز باہمہ کس کم کند مہابت را ؎ چھٹے یہ کہ مردم صاحب ہمت نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ اکرام اور انعام کے بیش کر اُنکی
نگاہداشت خاطر مین ملحوظ رکھے اور ملازم صاحب ہنر و خردمند کی تربیت مین کہ سبب رونق اور رواج کار مملکت ہے سعی
کرے اور لئیمون اور خدا ناترسون سے ہرگز امید وفا نہ رکھے اور صلاح ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے
جانے نظم گوہر نیک را زعقدہ مرو ؎ آنکہ بدگو ہر ست از و بہ پرہیز ؎ بدگہر با کسے وفا نکند ؎ اصل بد از خطا خطا نکند ساتوین
یہ کہ ہمت و شاہی آپس مین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکمانے اُن دونون کو برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہے کہ ہمت
الہی بادشاہ کو چاہیے کہ بلند بادشاہ ہمیون کا ہووے اسواسطے اگر ہمت بادشاہ کی مثل ہمت دوسرون کے ہووے درمیان
اُسکے اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہووے بادشاہی ساتھ بلند ہمتی کے مستحکم نہووے آٹھوین یہ کہ جس کسی کو بزرگ کرے تھوڑی
لغزش جو اُس سے صادر ہووے اُسکی ذلت مین نڈالے اور مردم مخلص اور ہواخواہ کو بے ضرورت مصلحت ملکی
نہ آزار کرے اور دوستون کو دشمن نبنا دے بیت ہر بہرے را کہ خود برافرازی ؎ بتاتوانی نہ پامنیہ اری ؎ اور جو کسی کو

حسب ضرورت ملک و دین کے عقوبت کرے جگہ صلح اور ملاپ کی نگاہ رکھے اور اشراف کی ایذا رسانی مین جلدی نکرے زخم بے تریاق کا جلد التیام نہین قبول کرتا اور تدارک اسکا دشوار ہوتا ہے نوین یہ کہ سخن سخن چین کا سماعت نکرے اور راہ انکے آمد و شد کی اپنے اوپر مفتوح نفرماوے اسلیے کہ سلیمان حضرت اور مخلصان دولت ہراس مین ہووین اور خللہاے عظیم امور مملکت مین ظاہر ہووین اور جبتک تو نجانے کہ یہ کام سرانجام ہونیوالا ہے اُسے شروع نکر کہ ناتمام چھوڑنا لائق حال شاہون کے نہوبیت تا ندگی جاے قدم استوار و پاے منہ در طلب ہیچ کار نہ دسوین وہ کہ بے مشورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرماوے اور یہ سمجھے کہ دو ہمت سی ہمراہ سے خود اسکی مباشرت سے اجتناب کرے اور سر جملہ امور جہانبانی کے باخبر ہونے سے نیک و بدخلق جانے اور معاملات مین میانہ روی کو کام فرماوے اور شدت قہر سے تنفر عوام بیجا ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری سے متمردون کو طغیان اور تمرد سر مین پڑتا ہے اور تمام وقت اپنی محافظت مین کہ شامل صلاح عام ہے مبالغہ کر اور درگاہ کو چاؤشان اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے معمور رکھ اور اپنے بھائی کے حق مین مہربان رہ اور بات کسی کی اُسکے حق مین نہ سُن اور اُسسے اپنا بازو تصور کر اور ہمیشہ اُسکے ساتھ اپنی مقرر رکھ پھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سودمند اپنے فرزند دلبند کے رو برو یاد فرمائین اور امارت بادشاہی دیکے اُسے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے وہان جاتے ہی ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدون پر تھی تیغ بیدریغ سے اُسے مقتول فرمائی اور اپنی مملکت اُنکے تصرف سے برلایا اور مثل تختگاہ ایران بقدر وہم ارغون خان بن اباقا خان بن ہلاکو خان کے زیب و زینت پائی تیمور خان کہ امراے عظیم الشان چنگیزی سے تھا اور ہرات و قندھار و بلخ و بدخشان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اسکا تھا واسطے تاخت اور تاراج اور انتقام لینے خویشیون اور قومون اُسکے سنہ اٹھسوات مطابق مین بجنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار مغل سے لاہور اور دیبالپور مین درآیا اور اُس دیار کو تاخت و تاراج کرکے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے انکے قریب پہونچنے سے آگاہی پائی جانب کیوقت ملتان سے کوچ کرکے دہ بہرکوے آب لاہور کے ساحل کو جو نواح ملتان مین واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تیمور خان جو دریا کے اسطرف وارد ہوا تھا عبور کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند سردار مغل قتل ہوئے اور تیمور خان منہزم ہوا اور امراے ہند نے لوازم احتیاط ہاتھ سے دیکر مفرورون کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے جو نماز ظہر ادا نکی تھی تعجیل کرکے دریا کے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر پانسو غازیون سے وارد ہوکر ادائے صلوۃ مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک امراے مغل سے کہ ہمراہ اسکے دو ہزار آدمی کمین مین تھے وہان پہونچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یارون سے سوار ہوا باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کرکے بہت مغلون سے قتیل اور پسپا کیے قریب تھا کہ مظفر اور کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر مقتل شاہزادہ پر آیا اُسکے مرغ روح نے قفس جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی اور روضہ قدس کیطرف پرواز کر گیا اور مغلون نے اکثر انمین سے آدمی مارے اور اسباب اور ساز و یراق انکا لشکر سپاہ ہند کے اجماع کے خوف سے بھاگ گئے چنانچہ امیر خسرو اُس معرکہ مین حاضر تھا مغل کے پنجہ ستم مین اسیر ہوا اسا تھا اسطریق کے کہ خضر خوانی اور مدد یزدانی مین مسطور ہے رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہونچی نہایت محزون اور ملول ہوا اور پاس ماتمی پہنا اور چند روز تعزیت رکھی پھر کیخسرو پسر سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا قائم مقام پدر کیا اور چتر امارت بادشاہی دیکر ملتان کے سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان مین پہونچکر سنت پدر کا پیرو ہوا اور استقامت کرکے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سرحد کی محافظت مین کما ینبغی کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اُسکی اسی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم مین شکستہ دل اور رنجیدہ و دہشت ہوا

اگرچہ ظاہر لوگون کے دکھانیکو کہتا تھا کہ مین تن برضاے قضا مین ہون اور سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے محزون اور ملول نہین ہون لیکن پیر تو نکو بے اختیار ہوکر زار زار روتا تھا اور آہ و نالہ کھینچکر بزبان حال کہتا تھا نظم زگلبن بچہ گلبرگ خندان ٭ چرا برمن نگردد باغ زندان ٭ پرید از زمین کبک بہاری ٭ چرا چون برنخروشم بزاری ٭ فرومردہ چراغ عالم افروز ٭ چرا روزم نگردد شب بدین روز ٭ جو روز بروز علامت ضعف اور ناتوانی کی اسپر ظاہر ہوتی تھی اور سپاہ غم و غصہ مملکت وجود اسکے کو پایمال جفا کرتی تھی کسیکو بغراخان کے طلب کے واسطے لکھنوتی بھیجا ابھی بغراخان راستہ مین تھا کہ ضعف منجر بیماری ہوئی صاحب فرش ہوا اور بغراخان یہ خبر سنکر بعجلت تمام دہلی مین پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم تعزیت بجا لاکر باپ کی تشفی خاطر مین کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور اور ضعیف کیا ہے اور دیکھتا ہون کہ ارتحال کا وقت قریب پہونچا ہے اسوقت مین تیری جدائی کہ مین تیرے سوا کوئی وارث نہین رکھتا مصلحت سے دور ہے تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کیخسرو صغر سن ہین اور دنیا کے تجربونسے بیگانہ ہین اگر ملک انکے قبضہ مین پڑے غلبہ جوانی اور ہوا پرستی سے اسکی محافظت سے بری الذمہ ہو سکینگے اور جو شخص کہ تخت دہلی پہ بیٹھے تجھے اطاعت اسکی لازم ہے اور جو تو تخت دہلی پہ متمکن ہووے حاکم لکھنوتی مطیع و فرمانبردار تیرا ہوگا پس تجھے چاہیے کہ مجھسے غیبت یعنے جدائی نکرے بغراخان اپنے باپ کی اطاعت واجب جانکر خدمت مین حاضر تھا لیکن جسوقت کہ اثر صحت کا تھوڑا پدر مین مشاہدہ کیا اسکے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ کے بے اذن اور شکار کے بہانہ سے بسبیل عجلت لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سچ ہے دنیا مین اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہین باپ کے فقر و غنا مین انکی خصوصیت یکسان ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی دل پر شاق اور دشوار گذرا اور سوگواری کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغراخان ابھی لکھنوتی نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور اسکو یقین ہوا کہ اس عارضہ سے جانبری نہین ہے پھر اسیوقت ایلچی کیخسرو کے طلب کے واسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیعہدی اسکے سپرد کی اور جب دریافت کیا کہ عمر عزیز نزدیک ہے کہ وداع کرے ملک فخر الدین کوتوال اور وزیر اور وکیل کو اپنے روبرو بلاکر فرمایا کہ مین بغراخان سے ہمیشہ آزردہ خاطر تھا اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شاکر تھا اسواسطے کہ سلطان محمد خان شہید از روے اخلاص حلقہ میری اطاعت کا اپنے زیب گوش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجاوز نکرتا تھا بخلاف بغراخان اکثر اوقات میرے کہنے پر کاربند نہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا تو میرے ترس و خوف سے خواہش طبیعت اور صمیم قلبی سے نہین اور مین نے اسواسطے ضرورت اور شفقت پدری کے اسے لکھنوتی سے طلب کرکے ولیعہد کیا تھا اب سبب کہ بے ادائی ظہور مین آئی ہے اسکے اعمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا ہون چاہیے میرے بعد کیخسرو کو تخت دہلی پہ بٹھاؤ اور کیقباد کو کہ بیٹا بغراخان کا ہے لکھنوتی مین اسکے باپ کے پاس بھیجدو کوتوال اور تمام اعیان سلطنت نے یہ وصیت قبول کی اور سرفرمان پہ برداری کا رکھا لیکن جو سلطان غیاث الدین بلبن بیس برس عمل اور آخر شہور سنہ چھ سو چھیاسی ہجری مین اس جہان پر شور و شر سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اسکے دار الامان مین مدفون ہوئی ملک فخر الدین کوتوال کہ ساتھ سلطان محمد خان شہید کے صفائی نہ رکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کرکے کہا کہ کیخسرو بہت تندخو ہے اگر اسے تخت بادشاہی پہ جلوس میسر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑیگا سب کی صلاح اور ملک فلاح اسمین ہے کہ کیقباد کو جو لڑکا نہایت حلیم اور بردبار ہے اور شاہ کی فیض ملازمت اور ظل عاطفت مین تربیت پاکر بزرگ ہوا ہے اسے تخت شاہی پہ بٹھائین تو مردم امین رہین بیچارون کو یہ خبر نہ تھی کہ وجود اسکا لاکھ فساد کا باعث ہوگا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کرکے کیخسرو کو ملتان روانہ کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر الاعصار تھا اسواسطے کہ اسکے عہد مین مشائخ عظیم الشان جمع ہوئے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اور دوسرے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین ذکریا

اور فرزند انکے شیخ صدر الدین اور دوسرے شیخ بدر الدین غزنوی خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے سیدی مولہ کہ توفیق ایزدی سے انکے حالات کلک بیان سے تحریر ہونگے سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس برس بفر و اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پھر سرائے فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی۔

ذکر سلطان معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بغرا خان بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کا

جب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق میں واصل ہوا کیقباد بن ناصر الدین بغرا خان جو اٹھارہ برس کا تھا اسکو بادشاہ معز الدین خطاب دیکر سریر سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ بادشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم اور مکارم اخلاق کے حلل سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی اور علو نسب سے پیراستہ تھا کسواسطے کہ ناصر الدین بغرا خان سلطان شمس الدین التمش کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصر الدین محمد بن شمس الدین التمش سے تھا یعنی ناصر الدین محمود جد مادری اور غیاث الدین بلبن جد پدری ہوتا ہے جیسا کہ امیر خسرو نے اسکی مدح میں فرمایا ہے **نظم** شمس جہانگیر جد مادرش ؤ کو اظہرہ التمس جہد گیرش ؤ ناصر حق شاہ فرشتہ سرشت ؤ خوے خوشش نسخہ باغ بہشت ؤ جد سوم شاہ غیاث الامم ؤ حاکم فرمان زعرب تا عجم ؤ ہر سہ جدش کعبہ ارکان جود ؤ کرد دو عالم سجدش را سجود ؤ اور اپنے جد بزرگوار کی آغوش عطوفت میں پرورش پا کر معلمان نیک سیرت اور مربیان پاک خصلت ہمیشہ اسپر موکل رہے اور انکے فیض تربیت اور انکے خوف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات عزیز اسکے لکھنے پڑھنے میں صرف ہوتی تھی اور جب اقبال یاور ہوا تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر مطلق العنان ہوا مقتضائے ہوائے جوانی بہا جادہ ہوا پرستی میں قدم رکھا کہ مباشرت قمر عذاران سیمین اندام اور مخالطت پری پیکران شکین دام کو مادہ حیات سمجھکر عمر عزیز رائیگان کرتا اور مطربوں اور مسخروں اور نشاط انگیزوں اور عیش جویوں کے بازار نے ایسا رواج پایا کہ ہر کوچہ میں ایک پری پیکر اور ہر گوشہ بام پر ایک غزلخوان اور سرود گو ظاہر ہوا چونکہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا ملوک اور خوانین بھی عیش و عشرت میں مصروف ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا عورت کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان بادہ عشرت سے مبہوت ہو کر کوچہ و بازار میں غزلخوان پھرتے تھے اور یکقلم تکلیف میان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ رندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور مسخرہ ہند کے متاع نقد و جنس کی فراوانی سنکر اطراف و جوانب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان معز الدین کیقباد نے کیلوکھڑی میں دریائے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کرکے دار السلطنت بنایا اور اپنی مجلس خوبرویان خوشخو اور مصاحبان بذلہ گو سے معمور کی **نظم** قصر نگویم کہ بہشتی فراخ ؤ روضہ طوبی بدر او رابشاخ ؤ طاق بلندش بہ فلک گشتہ جفت ؤ حامل او شد فلک اندر نہفت ؤ چون کرہ گرد جہان شد عیان ؤ قصر نمود از آب روان ؤ ہیچو دو آئینہ مقابل زتاب ؤ آب در و عکس نما و در آب ؤ شہ چو در ان خلد برین جائے کرد ؤ خرم و خوشدل بطرب رائے کرد ؤ سلطان کامگار ایک لحظہ بے عیش و کامرانی نگذارتا تھا روز و شب بذل و ایثار میں صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو داماد اور بھتیجا ملک فخر الدین کوتوال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کرکے وکیل مطلق ہوا اور امور شہریاری اور جہانداری کی پرداخت اسکے متعلق ہوئے اور ملک قوام الدین علاقہ جو بے نظیران زمانہ سے تھا نائب وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربوں اور ملازموں نے اس قصر کے حوالی میں مکان تعمیر کرکے یہی استعداد ملاقات بوجہ اتم کرتے تھے اور شراب کی قیمت ایک سے دس حصہ ایزاد ہوئی ارباب طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجدیں نمازیوں سے خالی ہوئیں میخانے معمور اور آباد ہوئے اور جب کیقباد جمشید نفس کے عیش و طرب اور بیخبری اسکے امور جہانداری سے حد سے گذری ملک نظام الدین کو بادشاہی کی کم مناسبت اسکے حال سے دیکھتی تھی سر میں پڑی اور اسبارہ میں فکر میں اندیشہ کرکے اپنے دل میں کہتا تھا کہ ناصر الدین بغرا خان جو مدت لکھنوتی پر قانع ہوا اور سلطان معز الدین کیقباد عیش و بیخبری میں ہے اگر کچھ ہو تو کیخسرو ہے اول اسکا علاج چاہئے کہ تا

اسکے بعد سلطان معزالدین کیقباد کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اٹھا کر تاج شاہی سر پر چاہیے رکھنا پھر نہایت بدکاری اور مکاریسے
سلطان معزالدین کیقباد کے ملوک و خوانین سے بنیاد خصومت کی ڈالی اور یہ لوگ اسکے تسلط و ہوشیاری و تصرف سے لرزان ہوکر جمیع امور
میں انکی رضامندی حسب ظاہر منظور رکھتے تھے اور ملک نظام الدین انھیں صمیم قلب سے اپنا مطیع اور فرمان بردار تصور کرکے تمہید مقدمات
دفع کیخسرو میں مشغول ہوا اور تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح السلاطین میں کہ عصامی نام ایک شاعر نے احوال سلاطین دہلی کا
نظم کیا ہے مذکور ہے کہ کیخسرو نے ملتان میں خبر جلوس اپنے چچیرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ اور اسکی عزیمت کی سنکر
تیمور خان مغل سے جو غزنین میں رہتا تھا رابطہ آشنائی اور دوستی کا درمیان میں لایا اور آہنگ طلب کمک اور امداد تسخیر دہلی کیواسطے کر کے
غزنین کیطرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اسنے اپنے دلمیں تصور کیا تھا پیش نہ آیا بلکہ اپنے اعزاز و اکرام میں فرق پایا اسوجہ سے کیخسرو دلگیر
ہوا اور چندروز کے بعد غزنین سے عازم مراجعت ہوا اور ایلچی سلطان معزالدین کیقباد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھے تیری اطاعت
اور فرمانبرداری سے چارہ نہیں ہے اور میں یقین جانتا ہوں کہ تو مجھپر بنفسہ کمال شفقت اور محبت مبذول فرماتا ہے لیکن بعضے اہل غرض سے
مقام فساد اور عناد میں ہیں اور ہر لحظہ خاطر اشرف کو مجھسے منحرف کرتے ہیں اگر وہ جاے پدر مجھے تفویض فرمائیں اور مجھے بھی ایک دولتخواہ اپنے
شمار کریں عالم مروت اور دوست نوازی سے بعید نہوگا سلطان معزالدین کیقباد نے درجواب فرمایا کہ میں تجھسے زیادہ تر عزیز نہیں رکھتا
اگر جو کچھ گذرا آئندہ چاہیے کہ کسی طرح کے دغدغہ کو اپنے دلمیں راہ نہ دیکر میرے پاس آ تو زبان بدگویوں کی کوتاہ ہووے اور میں تجھے نہایت
تعظیم و تکریم سے ملتان روانہ کروں کیخسرو دارالملک دہلی میں گیا اور ملک نظام الدین جو سوداے خام سے مقام استیصال
خانوادہ بلبنی میں تھا ہوا اب مکر و حیلہ کھولکر سلطان معزالدین کیقباد کی خاطر نشان کیا کہ کیخسرو دلیر مرکب ہوا اور اوصاف بادشاہی
اور صفت وسعیدی میں آراستہ اور فلان فلان اسکے خط و کتابت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تجھے تخت سے اتار کر اسے سریر جہانداری پر
متمکن کریں سلطان معزالدین کیقباد نے شراب کے نشہ میں فی الفور یہ بات قبول کرکے کیخسرو کے قتل کا حکم صادر کیا اور ملک
نظام الدین نے اسی وقت اپنے اعوان و انصار ساتھ راہ لیے قصبہ رہتک میں کیخسرو کو مع جمیع جان نثاران دولتخواہوں کے
شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کا راہی کیا اور اسیطرح سے خواجہ خطیر کو جو وزیر سلطان تھا متہم کرکے گدھے پر
سوار کرکے مشتہر کیا اور فضیحت و رسوائی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی کو کہ باتفاق کیخسرو متہم کیا تھا مقتول کیا اور
انکی لاشیں جب دریا میں ڈالیں امرا اور ملوک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہوا تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلائق زیادہ تر
رجوع ہوئی اور اسوقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک یار بیگ برلاس اور خان جہان انکے دفع کرنیواسطے
تعین ہوئے اور اطراف لاہور میں مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور جماعت کو دستگیر کرکے دہلی میں لائے
اور ملک نظام الدین پھر حیلہ کے درپے ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امراے مغل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت میں ہندوستان
میں آکر نوکر ہوے ہیں سب ایک جنس ہیں اور حشم بہت رکھتے ہیں اگر متفق ہوکر تیری نسبت کوئی مکر اور حیلہ خیال کریں
علاج دشوار ہووے القصہ ان کلمات مزخرف کے سلطان کو انکے قتل پر آمادہ کیا یعنے امراے مغل کے قتل کی رخصت حاصل
کی اور سب کو ایک روز میں دستیاب کرکے تیغ بیدریغ سے انکا خون بہایا اور خانمان انکا برباد کیا اور بعضے ملوک بلبنی کو بھی
جو امراے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے محبوس کرکے حصار ہاے دور دست میں بھیجا اور خانوادہاے قدیم کی خرابی سے
کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بیگ امیر ملتان اور ملک ترکی حاکم لاہور کو جو امراے کلان بادشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے
بمکر و حیلہ فوانی سے انکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو اسنے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روے اخلاص اور دولتخواہی کے

شمہ بداندیشی اُسکی سلطان سے معروض کرتا سلطان فوراً وہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اُس شخص کو گرفتار کرکے اُسکے سپرد کرتا اور ملک نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال کی بیٹی تھی اُسنے حرم سلطانی میں رسوخ اور غلبہ تمام پیدا کرکے سلطان کی مادر خواندہ یعنے منہ بولی ماں ہوئی اور امرا نے اس اطوار کے مشاہدہ سے اقسام تدبیر سے آپکو اُسکے حلقۂ حمایت میں ڈالا اور بلطائف الحیل اُسکا شر اپنے سے دفع کرتے تھے اسواسطے کہ اُسکی درگاہ جائے رجوع خاص و عام ہوئی اور درگاہ معزی کی رواج و رونق شکست ہوئی اور ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نے کہ عمر اسکی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اسکے نخوت و غرور پر اطلاع پائی اُسے تنہائی میں طلب کرکے ہرچند چاہا کہ دلایل اور براہین عقل سے خیال فاسد اُسکے سر بھیجے سے دور کرے فائدہ نہوا اور وہ خام طمع کوتہ اندیش متنبہ نہوا اور جواب بولا کہ جو کچھ ملک فرماتا ہے تمام صواب ہے اور اسکے خلاف خطا لیکن جو خلق کو میں نے دشمن کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ میں کس کام میں مشغول ہوں اگر اب ہاتھ اس داعیہ سے باز رکھونگا لوگ مجھسے دست کش نہونگے ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نفرین کرکے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات جب اکابر اور معارف نے سُنی سب ثناخوان ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت خوئی ملک الامرا فخرالدین کوتوال کی سب پر ظاہر ہوئی اور ناصرالدین بغراخان نے لکھنوتی سے خبر غفلت پسر اور غلبہ ملک نظام الدین سُنکر مکتوبات نصائح آمیز بیٹے کو تحریر کیے اور برموز و اشارہ حریف دغلی کے اندیشہ سے اگاہ کیا لیکن سود مند نہوا اور جب سمجھا کہ یہ ناخلف اصلاح پذیر نہیں ہے اور احوال اُسکا وضع جہانداری کے خلاف ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے فوت ہونے سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد میں فوج کش ہوا جیسا کہ مثنوی قران السعدین میں امیر خسرو فرماتا ہے **نظم** یافت خبر خسرو مشرق پناہ ٭ ناصر حق وارث این تختگاہ ٭ کافر و اسپر اغیار گشت ٭ وین شرف ازوے بہ پسر بازگشت ٭ خشم بسیر کرد علم بر کشید ٭ ساختہ کین شدہ لشکر کشید ٭ تند چو باد آمد ازان خارخار ٭ تازہ گلگشت بسوے بہار ٭ سلطان معزالدین کیقباد نے جب خبر توجہ پدر بزرگوار اور اُسکا پہونچنا بہار میں سُنا وہ بھی سامان حرب و ضرب درست کرکے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف متوجہ ہوا اور عین گرمی میں آب گھگر کے ساحل پر پہونچکر فوج کش ہوا اور سلطان ناصرالدین نے یہ خبر سُنکر بہار سے کوچ کرکے آب سرو کے کنارے نازل ہوکر نزول کیا **نظم** نصب شد اعلام شہنشاہ دہر ٭ بر لب گھگھر بحوالی شہر ٭ گھگھر ازین سو دزان طرف ٭ از تف لشکر بلب آمدہ کف ٭ تیغ زن مشرق ازانسوے آب ٭ گشت چو روشن کہ رسید آفتاب ٭ بر لب آمدہ آراست صف ٭ تافت دو خورشید زہر دو طرف ٭ الغرض بعد حصول قرب جوار سے ناصرالدین بغراخان استخلاص دہلی سے خالی کرکے طالب صلح اور ملاقات ہوا سلطان معزالدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس معنے سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصرالدین بغراخان نے چوتھے دن اپنے دستخط خاص سے یہ ترقیم فرمایا کہ ای فرزند اشتیاق تیرے دیدار کا نہایت ہے اور مجھے اس سے زیادہ تر صبر کی طاقت تیرے فراق میں باقی نہیں ہے ایسا کرے کہ یہ سوختہ آتش بے نصیبی کا تیرے وصال میں پہونچے اور حضرت یعقوب ع کے مانند ایک مرتبہ چشم رمدرسیدہ طلعت یوسفی کے مشاہدہ سے روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت میں خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اسی طرح کی **بیت** گرچہ فردوس مقامے خوش است ٭ ہیچ بہ از لذت دیدار نیست ٭ سلطان معزالدین کیقباد اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے ارادہ سے اٹھکر مقام مصالحہ میں گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جریدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع افواج اور دبدبہ بادشاہی کے تنہا بقصد ملاقات ساحل آب گھگھر سے کوچ کیا اور صحرا کیطرف متوجہ ہوکر آب سرو کے کنارے وارد ہوا اور جب ایسا مقرر ہوا کہ واسطے حفظ مرتبۂ شاہ دہلی کے ناصرالدین بغراخان آب سرو سے گذر کرکے بادشاہ معزالدین کیقباد کے دیدار کو آوے اور بادشاہ معزالدین کیقباد تخت پر جلوہ گر ہو پھر منجموں درگاہ نے ملاقات کے واسطے

دہ ساعتین مسعود تجویز کین ناصر الدین بغراخان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہوکر پانی سے عبور کیا اور سلطان معز الدین کیقباد کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور خلوتخانہ مین اترکر مین مقام مین شرط زمین بوسی بجا لایا جب ناصر الدین بغراخان نزدیک آیا سلطان معز الدین کیقباد بیتاب ہوکر تخت سے اُترا اور باپ کے قدمون پر گرا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر ایک ساعت خوب بوسہ سر اور منھ پر ایک نے دوسرے کے دیے اور دونون بحر فیض ابر کیطرح زار زار روئے اور حاضرین بھی انکے مشاہدۂ حال سے اشک اپنی آنکھون سے جاری کیے پھر باپ نے ہاتھ بیٹے کا پکڑکر تخت پر بیٹھا کر چاہا کہ مین تخت کے روبرو ایستادہ ہون بیٹا تخت سے اُتر آیا اور باپ کو تخت پر بیٹھا یا اور خود آگے اُسکے مودب بیٹھا اور زر و نقرہ بیشمار نثار ہوا شعرا مدایح پڑھتے اور مطرب سرود گاتے اور چاوش اور نقیب جوش و خروش مین آئے اور اُس وقت مین جو کچھ لوازم بادشاہی اور شرائط مجلس شاہنشاہی مشہور و معروف تھے بجا لائے اور مکالمہ اور محاورہ سے ایک دوسرا محظوظ ہوا ایک لحظہ کے بعد ناصر الدین بغراخان اُٹھا اور آب سے عبور کرکے اپنی بارگاہ مین گیا اور تحف و ہدایاے غریب اور تنقلات عجیب اور اطعمہ و اشربہ لطیف طرفین سے ارسال ہوئے اور دونون لشکر کے آدمیونکو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانون مین آمد و شد کرین اور از روے یگانگی سلوک کرین اور ناصر الدین بغراخان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آنکر آپسمین مجلس صحبت گرم کرتے تھے اور ایکجا شراب پیکر عیش و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ مثنوی قران السعدین امیر خسرو اُسکی تفصیل کی ناطق ہے اور جب دن رخصت اور وداع کا قریب پہونچا ناصر الدین بغراخان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا ہے کہ جو بادشاہ کہ اسقدر مال و منال اُسکے خزانہ مین نہو کہ دشمنون کے غلبہ کے دن ساتھ اُسکے مدد کرے اور بلاے قحط مین رعایا کی دستگیری کرے اس بادشاہ کو شاہ جہان نہ کہنا چاہیے اور مین چاہتا ہون کہ چند نصائح جو حال سلطنت کے لائق ہون کرون بادشاہ معز الدین کیقباد نے عرض کی کہ آپ میرے مہربان و غمخوار ہین میرے پاس کوئی ایسا نہین جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق مین بہتر سمجھین مجھے اُس سے متنبہ فرمادین تو مین اُسے اپنا دستور العمل بناؤن اور اُسکے خلاف روا نہ رکھون ناصر الدین بغراخان کا دریاے محبت پدری جوش مین آیا فرمایا کہ مجھے اسقدر صعوبت سفر کھینچنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدار فائز الانوار سے اپنی آنکھین روشن کرون اور اُسکے بعد شرط موعظت اور نصیحت بجا لاؤن اور تجھے خواب غفلت سے کہ لازمہ جوانی اور دولت کا ہے بیدار کرون پھر خلوت کرکے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو تیرے ملک کے عمدہ ہین انھین حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہے اُنکے حضور مین کہون ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ مجلس مین حاضر ہوئے اُسوقت ناصر الدین بغراخان نے از روے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اے فرزند جسوقت مین نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن ہوا مین نہایت خوشوقت ہوا اور مین سمجھا کہ ملک دہلی مجھے پہونچا لیکن جب مین نے حکایت تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران اور ششدر رہا کہ خدا تبک کیونکر زندہ رہا اور دو برس گذرے ہین کہ مین تیری اور اپنی تعزیت مین مشغول رہتا ہون اور ملک دہلی اور لکھنوتی کو معرض زوال مین دیکھتا ہون بالتحقیق اُسدن سے کہ مین نے سُنا ہے کہ تو نے میرے پدر کے بندون کو جو پروردہ نعمت اُسکے اور مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور اُنکے قتل کرنے سے دوسرونکا اعتماد تجھسے برطرف ہوا اب مجھے کسیطرحکی امید اور توقع ملک مین نہ رہی اے فرزند جو کچھ مین دیکھتا ہون اور سُنتا ہون تو نہین دیکھتا اور نہین سُنتا اسقدر اندیشہ کر کہ میرا بڑا بھائی جو جہانداری کے لائق تھا باپ کے حین حیات شہید ہوا اور فرزند اُسکا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا اور پشتوا ہونیکے کہنے سے تو نے قتل کیا اسیطرح تجھے بھی درمیان سے اُٹھا دینگے ملک دہلی ایسے بد اصل کے ہاتھ آویگا کہ نام و نشان ہمارا روے زمین پر نچھوڑیگا اے فرزند اگر تو اسپنے اوپر رحم نہین کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر ترحم کر اور آپکو لہو و لعب مین مشغول نہ رکھ اپنا غم کھا اور یہ چند نصیحت کہ مین تجھے سُناتا ہون عمل مین لا پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معالجہ مین مصروف رہ

کہ تیرے چہرہ کا رنگ جو گلاب کے پھول سے زیادہ خوشرنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا افراط شہوت سے تو لیسا لاغر اور ضعیف ہوا ہے آپکو روک اور گزر واسکے نہ پھر کسواسطے حب جاہ میں خلل واقع ہو لذات سے طلب فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے امیر خسرو فرماتا ہے ابیات نشاید بادشہ را مست بودن * نہ در عشق و ہوس پیوست بودن * ہو بود شہ پاسبان خلق پیوست * خطا باشد کہ باشد پاسبان مست * شبان چون شد خراب از بادۂ ناب * رسد در معدۂ گرگان کند خواب * در آئینے کہ رسم ملک داریست * ثبات کار ہا در ہشیاری است * دوسری نصیحت یہ ہے کہ امرا اور ملوک کی خونریزی سے احتراز کر جو اعتماد کہ اعوان و انصار تجھپر رکھتے ہیں زائل نہووے اور یہ مرد حاضر ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ روزگار ہیں تو دو شخص اور مثل انکے امرائے خوب سے انکے شریک کر اور ان چاروں کو چار رکن دولت تصور کر اور جو کام یا مہم تجھے پیش آوے انکے اتفاق اور صلاح سے قبول فرما اور سرانجام کو پہونچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا حوالہ کر اور چاروں کو قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب میں باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن ایسا نہیں کہ کسیکو اسقدر غلبہ نہ دے جو سرکشی اور طغیان کرے بیت گر بخت خسپیدہ بیدار نیست * دگر زہ چنین کار دشوار نیست * تیسری نصیحت یہ ہے کہ جب جس راز ہائے ملکی کے کھولنے کی ضرورت ہو چاروں شخص کے حضور یعنے روبرو کھولے اور انمیں سے ایک کو اپنے اسرار سے ایسا محرم نکر دوسرے رنجیدہ ہووین نصیحت چوتھی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ادا کرے اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونوں امر واجب العین کی برکت سے خذلان دنیا اور آخرت تیرے دامنگیر نہووین اور مین نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علماے وقت نے تیری خوشامد سے روزہ ماہ رمضان مین کھانے کی رخصت دیکر کہا ہے کہ جو بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنے عوض روزہ کھانیکا ہو جاتا ہے ایسے عالمونکے قول و فعل سے آپکو دور رکھ اور مسائل دین کے علما طماع اور حریص سے کہ دنیا انکی معبود ہوئی ہے پوچھنا بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر کہ جو دنیاے دنی سے روگردان ہوا ہو اور متاع دنیاے دون انکی نظر ہمت مین ذرہ سے بیقدر تر ہو یہ نصیحت کر کے زار زار اور ہائے ہائے رویا اور اپنے دلبند کو گود مین لیکر وداع ہوا اور آغوش مین لینے کے وقت اسکے کان مین آہستہ کہا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے پاس سے دفع کر اسلیے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ نچھوڑیگا یہ کہا اور روتا ہوا اپنے منزل مین گیا اور فور رنج سے اسدن خاصہ نہ تناول فرمایا اور اپنے محرمونسے کہا کہ آج مین نے فرزند ملک دہلی کو وداع آخری کی اور مآل حال اسکا ایسا ہے کہ سلامتی اپنی منحصر بادشاہان دہلی کی متابعت مین دیکھکر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اظہار اطاعت کیا اور چتر اور خطبہ اپنے سے دور کر کے مثل سائر امرا سلوک کیا سلطان تغلق شاہ اس مدت مین کہ دہلی سے بنگالہ کیطرف گیا ناصر الدین بغرا خان نے استقبال کر کے لوازم پیشکش پیش پہونچائے تغلق شاہ نے ترحم فرما کر پھر ولایت لکھنوتی باضافہ کوردبنگالہ اسے عنایت فرمائی اور دوبارہ چتر اور دورباش دیکر اسکی تعظیم مین کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ معز الدین کیقباد نے پدر سے جدا ہو کر ولایت اودھ سے دہلی کیطرف نہضت فرمائی اور چند روز پاس نصائح پدر کے اور لوگوں کی شرم و حیا کا لحاظ کر کے اپنے تئین عیش و طرب سے باز رکھا لیکن جو آوازہ بادشاہ کی مجالس جشن کا اطراف واکناف عالم مین پہونچا تھا گروہ ارباب نشاط شیرین کار اور طرب پیشگان ہر گام درگاہ مین آتی تھین اور ہر روز آپکو آراستہ کر کے اور مستعد صحبت ہو کے گرد و پیش اسکے اپنے تئین جلوہ دیتی تھین اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھین سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شیدا اس جماعت کا تھا شوق و ولولہ نے جوش مارا بے اختیار روز بروز نگاہ رخسار نازنینوں پر کرتا تھا اور گوشۂ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرمایا تھا ناگاہ لولی بچہ کہ آہنگ و شنگ مین سردار نازنینان اور پری رویان تھا کلاہ مکلل سر پہ اور قبائے زرنگار بر اور پٹکہ مرصع بر کمر

اور اسپ عراقی پر سوار ہو کر ہنگام کوچ با صد کرشمہ و ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور ہنرہاے عجب اور عملہاے غریب کہ ایک نوع کے
ساحری سے کہنا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت باآواز خوش پڑھی **بیت** گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ۔ دیدہ در رہ می نہم تا می روی
اور اسکے بعد عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اس حالت میں مناسب تر دیکھتا ہوں لیکن سوء ادبی سے نہیں پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا پڑھ
اور مت ڈر اُسنے پڑھا **بیت** سرو سہی نشاد بصحرا میروی ۔ نیک بد عہدی کہ بے ما میروی ۔ سلطان اُس ماہ پیکر کے مشاہدۂ جمال اور ملاحظہ
حرکات و سکنات سے حیران رہا اور طیلسان تعشق کے دوش پر ڈالے اور نشان صنم پرستی دوبارہ بلند کر کے باپ کے نصائح سودمند
فراموش کیں اور بے اختیارانہ اوسی میں ایستادہ ہو کر اُس تو بہ شکن سے ساتھ اس بیت کے ہمزبان ہوا **بیت** فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار
و شہر آشوب ۔ چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را ۔ اور کمال بیطاقتی سے گھوڑے سے اترا اور اسمقام میں منزل کی اور مجلس اراستہ
کر کے اس رشک خوبان طناز کی مصاحبی اور بازی میں مشغول ہوا اور یہ بیت زبان پر لایا **بیت** شب زمی توبہ کنم از بیم ناز شاہدان ۔
با مدادان روے ساقی باز ور کار آورد ۔ اور اُس شوخ پر یہ مزاج دین نے جب یہ بیت شاہ کی زبانی سُنی فی البدیہہ یہ بیت پڑھی **بیت**
غمزۂ زاہد فریبم عابد صد سالہ را ۔ باصد پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد ۔ سلطان نے تیزی فہم اور جودت طبع اور تکلم تمکین اُسکے سے داد اور حیران
ہو کر اُسکو ساقی بنایا اور لولی بچے نے شرائط تواضع بجا لا کر یہ بیت پڑھی **بیت** ما گرچہ کہ خوب تر زماہیم ۔ ہم بندۂ بندگان شاہیم ۔
یہ کہا پھر جام شراب پرتکالی سے لبریز کر کے سلطان کے ہاتھ میں دیا سلطان نے اُسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفتگی یہ
ابیات پڑھیں **نظم** قدح چون دور من آید بہ ہوشیار ان مجلس دہ ۔ مرا بگذار تا حیران بمانم چشم ساقی را ۔ اگر ساقی تو خواہی بود ما را ۔ کہ میگوید کہ می
خوردن حرام است ۔ یہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل میں مجالس عشرت آراستہ کر کے لہو و لعب
اور طرب میں مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہانسے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس جشن سنوار کر داد عیش و
طرب کی دیتا تھا یہانتک دہلی میں پہونچا اور قصر کیلوکھری میں نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اُسکے آنے سے
شاد ہوئے اور جشن کیے اور شہر آئین بند کر کے قبے آویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی میں شیوۂ نا مرضیہ ہوا پرستی کا ہاتھ سے
نچھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط گلعذاران میں افراط کرتا تھا اور خلقت بھی باقتضاے النّاس کر کے ہر کوچہ اور محلہ میں علانیہ
اور آشکارا شراب خوری کرتی تھی اور صحبت گرم رکھتی تھی اور غم و اندوہ خلائق کے دل سے دفع ہوا شاید غفلت نے ملک عقل کو
تسخیر کیا اور جب چند مدت اس وطیرہ پر گذری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور مداومت شراب سبب ضعیف اور لاغر ہوا اس
درمیان میں باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے بیم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھا دے اور جو فکر صائب نکر سکا
ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان میں جا اور وہانکے مہمات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے
دفع کا ارادہ رکھتا ہے وہانکے جانے میں تعلل کر کے حذر لایا اور مقربون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی اور
ہمیشہ اسکی ہلاکت کے خواہان تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک یغرش خلجی کو
جو نائب سمانہ اور میر جاندار درگاہ تھا سمانہ سے طلب کر کے خطاب شایستہ خانی دیا اور عارض ممالک کر کے اقطاع برن حوالہ کیے
اُس وقت میں بادشاہ کے مزاج میں انحراف اور فتور زیادہ راہ پاکر ساتھ لقوہ اور فالج کے منجر ہوا اور صاحب فرش ہو کر ایکبارگی
کام سے عاجز ہوا اور امراے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر میں ایک سودا اور ہر ایک دل میں ایک تمنا ظاہر ہوئی
اور عجالت الوقت اتفاق کر کے کیومرث پسر بادشاہ معز الدین کیقباد کو جو تین برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور بادشاہ شمس الدین
خطاب کر کے تخت پر بٹھایا اور دو فرقہ ہوئے ایک فرقہ خلج اور یہ تمامی ہمراہ ملک جلال الدین فیروز بہادر پور میں فروکش ہوئے

۶۸۹ھ

اور دوسرا فرقہ اتراک اور یہ کیومرث کو اپنے ہمراہ رکھکر واسطے سرکردگی ملک ایتمر کچھن اور ملک ایتمر سرخہ صحراے کے چبوترہ ناصری مین نزول
کیا اور بادشاہ معزالدین کیقباد قصر کیلوکھری مین بیمار اور بیتاب ساتھ ایک جماعت اطبا کے رہتا تھا اور ایسے وقتون مین اکثر
فساد درمیان مین آتے ہین اور اتفاق اور اتحاد گوشہ مین پوشیدہ ہو کر عزیز الوجود ہوتا ہے تحقیق امرا مین ترکون نے ارادہ کیا کہ جو کیومرث
ہمارے ہاتھ مین ہے ملک جلال الدین اور تمام امراے خلج وغیرہ کہ اصل ترکون سے نہین ہین مستاصل کر کے مہمات سلطنت کو ہم ترک مین
انجام دینگے اور بیگانہ کو درمیان مین مداخلت نہ دینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آغاز تذکرہ مین نام جلال الدین خلجی تھا جب ملک
جلال الدین اسبابات سے آگاہ ہوا اپنے تئین دریافت کر کے اور امرا اور ملوک خلج کو جمع کر کے بعضے امرا اور کو بھی اپنی رائے سے متفق کیا اور
اسحال مین ملک ایتمر کچھن سوار ہوا تو ملک جلال الدین کو فریب دیکر بہادرپور سے لایا تو تمام انکا سب تھا کفایت کے ہو جاوے ملک جلال الدین خلجی
جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جسوقت کہ ملک ایتمر کچھن اسکی محلسرا کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اترا اسکے جاسوسون کو تلوار دیکے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے دھجیان اڑا دین **نظم** سر ایتمر چون جدا شد زتن * خرد شد برآمد از ان انجمن * بدی ہر کہ با ہیچ کس بکند * ہم او را قضا اندران چہ فگند +
اور ملک جلال الدین فیروز خلجی کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے اتصاف رکھتے تھے پانسو سوار اپنے ہمراہ لیکر اردوے کیومرث مین جاکر
اتراک پر ہجوم لائے اور نہایت چستی اور چالاکی سے سراپردہ سلطانی مین داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین کو تخت سے اٹھا کر ہمراہ فرزندون
ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کے بہادرپور مین اپنے باپ کے روبرو لائے اور ملک ایتمر سرخہ نے کہ تعاقب انکا کیا تھا اثناے راہ مین
اس سے ہتھیار کرکے قتل کیا اور خواص و عوام دہلی کے جنکو بزرگی خلجیونکی دشوار اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم کر کے شاہ شمس الدین کی مدد
کیواسطے شہر سے برآمد ہوئے اور بداؤنکے دروازے کے آگے جمعیت کر کے قرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے سر پر جاوین لیکن
ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے اپنے لڑکونکے سبب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے دست ظلم مین گرفتار تھے عوام کو اس ارادہ سے
باز رکھا اور انکی جمعیت کو متفرق کیا اور اسی روز اکثر امرا اور ملوک ملک جلال الدین فیروز خلجی کے شریک ہوئے اور حلقہ بیعت کا اپنے کانون مین ڈالا
اور ملک جلال الدین فیروز خلجی ترک نے ان ترکونکو جنکے باپ بادشاہ معزالدین کیقباد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے قصر کیلوکھری مین بھیجا انھون نے
جاتے ہی بادشاہ معزالدین کیقباد کو کہ ایک رمق سے زیادہ دم باقی نہ تھا جامہ خانہ یعنی کمل مین لپیٹ کر اور چند لاتین مار کر کام تمام کیا اور اس
تاجدار کی لاش پانی مین ڈالی **نظم** بناگاہ در قصر شاہ آمدند * بخون پدر کینہ خواہ آمدند * بیک جامہ تن شاہ را * بپیچیدان قوم
وحشت گرا * بکردند آنگہ لگد مال زود * فلک طرفہ بازی سنجیدہ و نمود * چنین بازی این گنبد نیلگون * نماید درین دیر شش در فزون *
کشاند شہان را بدست خسان * کسان را کند عاجز ناکسان * سر تاجداران بخاک افگند * تن سرکشان در مغاک افگند * ازان کہ درین
عالم بی وفا * نبستند دل اہل ملک و لا * سر از تاج شاہی و گردن کشی * کشیدند با صد رضا و خوشی * نا امید از عالم خاک نہان *
نہ بینی ندوران افلاک شان * اسوقت ملک جلال الدین فیروز خلجی نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا اور ملک چھجو کا
جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین بلبن تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا ولایت کڑہ اسے جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا
اور اس ساعت مین کہ منجمون نے تجویز کر کے اسے خوش کیا تھا شوکت و اقبال شاہانہ سے قصر معزی مین جو کیلوکھری
بنا کیا تھا آکر نزول اجلال فرمایا اور کیومرث کو درمیان سے اٹھا کر بفراغ خاطر حکومت مین اشتغال کیا اور بادشاہی
ترکون سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلہ خلجیہ کی نسبت منتقل ہوئی اور یہ واقعات اور حالات اواخر سنہ ۶۸۷ چھ سو
ستاسی مین واقع ہوئے تھے مدت سلطنت معزالدین کیقباد کی تین برس کسری زیادہ تھی البقاء للملک المعبود **ذکر سلطان**
جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ معتبر میں میری نظر سے گذرا کہ گروہ خلج قالیج خان داماد چنگیز خان کی نسل سے ہین اور قصہ اسکا یون ہے کہ اسکی خاتون سے جو چنگیز خان کی بیٹی تھی کچھ رنجش واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے مدارا اور ملایمت کے سوا کچھ علاج نرکھتا تھا اور ہمیشہ ایک منفر اور ایک ملاذ ڈھونڈھتا تھا اور وہ منتظر فرصت کا تھا بعد چندے چنگیز خان نے ساحل آب سند پر پہونچکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب اور منکوب کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہوکر اپنے موروث اصلی مین بازگشت کی قالیج خان نے اُس زمانے مین غور اور غرجستان کے پہاڑون پر وارد ہوکر اُسکا استحکام بنظر غور اور تعمق دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہوکر اپنے عزیز و اقارب سے کہ تخمیناً تیس ہزار خانوار تھے اُن کوہستان مستحکم مین گیا جب چنگیز خان فوت ہوا کسی نے اُسکے فرزندون مین سے اُسکی پیروانگی اور اُسنے اس مقام مین سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی اور سلطان محمود خلجی مندوی غالباً قالیج خان سے ہین چیز تحریف پاکر خالیج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف کو بھی مسترد کرکے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافت کے گیارہ فرزند تھے ایک کا انمین سے خلج نام رکھا اور اُسکے فرزندان کو خلجی کہتے ہین اور راقم جو بیان کرتا ہے یہ قول اصواب نزدیک تر ہے کسواسطے کہ تقریبات کتب تاریخ غزنویہ مین مذکور ہوا ہے کہ بہت سے امیر مثل امیر ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمود غازی قوم خلج سے ہوئے ہین اور یقین ہے کہ انکا عہد چنگیز خان کے عہد پر مقدم ہو اور ہوسکتا ہے کہ قالیج خان قوم خلج سے ہو اور والد بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ دہلوی اور سلطان محمود مالوی اُسکی اولاد سے ہون القصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پورے مع حرم غفیر اور انبوہ خطیر سوار ہوکر قصبہ کیلوکھری مین داخل ہوا اور چند روز بادشاہ شمس الدین کو بہ لوازمے سلطنت رکھکر اُسکی نیابت مین قیام کیا اور اوایل ۶۸۸ھ چھ سو اٹھاسی ہجری مین اُسے درمیان سے اٹھاکر ستر برس کے سن مین قدم بساط بادشاہی پر رکھا شاہان سابق کے خلاف چتر سرخ کو تبدیل کرکے سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی ایکبارگی اپنے سے سلب کی جامع حلم و لطف ہوا اور کبھی مور ضعیف کو نہ ستایا اور چونکہ مردم دہلی کا اعتبار نرکھتا تھا اسواسطے قصر کیلوکھری مین سکونت کی اور عمارات ناتمام معزی تیار کروائین اور ایک باغ جدید ساحل جون پر تیار کرکے ایک قلعہ کچ اور پتھر سے بنا کیا اور امرا اور اپنے معارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرماکر مسجد اور بازار کی بنیاد ڈالی اور اُس شہر کو شہر نو موسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ جب دہلی خراب ہوئی شہر نو ساتھ دہلی نو کے مشہور ہوا امیر خسرو نے اس حصار کی تعریف مین بہت ابیات موزون کی تحسین انمین سے ایک یہ بیت ہے بیت شہا در شہر نو کردی حصارے ۔ کہ زد رفت از کنگرہ تا قمر سنگ ہما ودا ابتداے جلوس مین ضبط ولایت اور رتق و فتق مہمات مملکت مین مشغول ہوا پہلے اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو کہ جسکا نام ملک بجواس کشلیخان ایبک تھا ولایت کڑہ دیکر روانہ کیا اور اپنے بھتیجے کو منصب عرض ممالک اور خطاب یغرش خانی کے ساتھ اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخاناں خطاب دیا اور منجھلے فرزند کا ارکلیخانی اور چھوٹے بیٹے کا قدر خان نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی بعد ایک درگاہ اُنکے واسطے ظاہر کی اور اسی طرح سے اپنے بھتیجون علاء الدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب الغخانی پایا اور اُنکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا تربیت کرکے علاء الدین کو امراے بزرگ اور الغخان کو آخر بیگ کیا اور ملک احمد حبیب بھانجے اپنے کو باربک اور ملک خرم کو میر داد اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامرا ملک فخر الدین کو کوتوال کیا اور جب حکایت خدا پرستی اور حلم و حیا اور عدل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ جنہون نے ساٹھ برس سلاطین اتراک کی خدمت کی تھی اور خدمت خلجیہ سے ننگ و عار رکھتے تھے دل اُسکی سلطنت پر رکھکر نئے شہر مین آئے اور اسکی بیعت کا حلقہ زیب گوش کرکے ملازمت اختیار کی اور اُسکے بعد کہ درمیان خاص و عام کے ایک سکونت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ کے دبدبہ اور شکوہ کو کام فرمایا

اور افواج بحر مواج ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کیطرف متوجہ ہوا اور جب دولتخانہ مین وارد ہوا دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے تخت سلاطین ماضیہ پر اجلاس فرمایا اور باآواز بلند سُنایا کہ مین شکر الٰہی کے ذمہ مین سے کیونکر باہر آسکون کہ مین نے جس تخت کے آگے برسون سر زمین پہ رکھا تھا اب قدم اُسپر رکھکر امر سلطنت پر قیام کیا اور وہ یار کہ جو مجھسے کہین بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے روبرو ایستادہ ہین پھر وہانسے برخاست کر کے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا درگاہ مین برسم قدیم گھوڑے سے اترا ناگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ جو کوشک سلطان سے ہو آپ کسواسطے خانۂ زین سے اُترے سلطان نے ارشاد کیا ہر حال مین عزت اپنے ولینعمی کی نگاہ رکھنا واجب ہے ملک حبیب احمد نے گذارش کی سلطان کو اس محل مین جو دار امارت ہے سکونت کرنا چاہیے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام جوانی مین بنیاد کیا تھا اس قصر کی مالک اُسکی اولاد ہے اور میرا اسمین کچھ حق نہین ملک احمد نے کہا کہ امور ملکی مین اسقدر تقید اور احتیاط گنجائش نہین رکھتی سلطان نے فرمایا مین مصلحت چند روزہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤن اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کرون بیت کی عقل باشرع فتویٰ دہد کہ اہل خرد دین بدنیا دہد پھر پا پیادہ لعل محل کے اندر جاکر جن مقامون مین کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھتا تھا حفظ مراتب اور پاس حرمت کے سبب سے اُس مکان مین نہ بیٹھا اور صفہ مین کہ مخصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور پھر مقربون اور بزرگون سے فرمایا کہ گھر اتیمر کین اور اتیمر سرخہ کا برباد ہو جیوکہ اُنھون نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور مین جان کے خوف سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا دگر نہ مین کہان اور کہان پادشاہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا بقیہ عمر کو خانی اور ملکی مین بفراغت بسر لیجاتا اب متحیر ہون کہ انجام میرے کام کا کیونکر ہووے باوصف عظمت اور ابہت بادشاہ غیاث الدین بلبن اور درازی روزگار اور غلبہ اعوان و انصار کے سلطنت اُسکے فرزندون پر نہ رہی مجھپر کیونکر رہیگی اور خدا جانتا ہے کہ میرے بعد میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا سانحہ گذریگا اس صورت مین بعضے امرائے حاضرین کہ عاقل اور صاحب تجربہ تھے اُنکی باتون سے متاثر ہو کر روتے تھے اور بعضے جو جوان اور بیباک تھے سلطان کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہوا زوال ملک و مال کے اندیشہ مین پڑا ہے اور قہر و سیاست جو لازمہ جہانداری کا ہے اس سے کیونکر وقوع مین آویگا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی نے اس روز زوال کے بعد دہلی سے نئے شہر مین بازگشت فرمائی اور جشن اور شادی بادشاہانہ کر کے ایک دختر اپنی کہ حسن و جمال مین نظیر و عدیل نہ رکھتی تھی قطعہ زلفش ہلاک قامت قامت خلاف زلفش ہ صد میان سرزنش صد سر بن میانے ہ نتوان رہانش دہن از لطف نا نباشد ہ از حرف او ولیلے وزخندہ ترجمانے ہ ملک علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھکر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان الغخان سے تزویج فرمائی بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی حلیم و کریم اور طبع موزون رکھتا تھا اور صفت قدر شناسی اور راستی مین موصوف تھا جس کسیکو جاگیر دیتا کبھی تغیر نکرتا اور جو کسی مقرب سے کوئی جرم وقوع مین آتا ہرگز ذلیل نکرتا بیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر ہ بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر ہ مکابرہ اور تعذیب اور تشدد اور طمع مال مردم مین کہ شیوہ جبارون کا ہے اپنی بادشاہت مین ہرگز بجا نہ لایا اور مجالس شراب مین ساتھ اہل مجلس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت سادات کی مرعی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطان ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک عز الدین غوری اور ملک قرابیگ بن نعیق مقتول اور ملک نصرت صباح اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابوالمعالی اور ملک نصیر الدین کہرامی اور ملک سعد الدین منطقی تھے کہ یہ لوگ لطف طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی مین اپنے عصر مین عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجرمی اور مؤید دیوانہ اور امیر ارسلان کلاہی اور اختیار الدین باغی اور باقی خطیب

سلاک ندا میں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم اشعار اور تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غزلخوانان جانتمل امیر خاصہ او حمید
راجا ور ساقیان دلربا مثل ہیبرلی حبیب اللہ خان و نظام خریطہ ار مطربان بے بدل مثل محمد شاہ چنگی اور فتوخان او نصیر خان روز بروز سے
آراستہ رہتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس مین غزلیں تازہ لاتے تھے اور انعام و التفات سے بہرہ مند ہوتے تھے اور انہیں دنوں میں بادشاہ
جلال الدین فیروز خلجی میر جامداری سے عارض ممالک بادشاہ معزالدین کیقباد ہوا امیر خسرو کو نوازشوں سے ممنون فرما کر ملازم کیا
اور مواجب خوب انکے واسطے مقرر کیا اور ملبوس خاص اپنا انھیں دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقربون کا سردار کیا شغل مصحف داری
اور منصب امارت دیکر ساتھ جامہ اور کمربند سفید کے جو امرائے کبار کیواسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور دو برس جلوس کے ملک
چھجو بھتیجے سلطان غیاث الدین بلبن نے باستظہار امیر علی میر جامدار حاکم اودھ کہ اسکو حاتم خان کہتے تھے ولایت کڑہ میں خطبہ اور
سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پر پھیر اکر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سائر ملوک بلبنی کہ اسطرف جاگیر رکھتے تھے اور اس بار
کے زمیندار اور راجاؤن نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر بیشمار سوار اور پیادہ سے لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان جلال الدین
فیروز شاہ خلجی کے سمع مبارک میں پہونچی اپنے فرزند ارکلیخان کو ساتھ افواج خلجیوں کے کہ شب تار میں دیدہ مور دیکھ مار پیچان آبدار سے سیتے
تھے ہراول کر کے پیشتر روانہ کیا اور خود پیچھے سے بارہ کوس کی مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہانتک کہ ارکلیخان
اور ملک چھجو مقابل ہوکر جنگ میں مشغول ہوئے اور ظفر اور فیروزی ارکلیخان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھجو وادی ہزیمت
کیطرف متوجہ ہوا اور ارکلیخان نے تعاقب کر کے امیر علی میر جامدار اور ایک جماعت اور شاہیر دولت بلبنی سے اسیر کر کے دوشاخے
گردنوں میں ڈالکر اونٹوں پر سوار کر کے باپ کے پاس بھیجا جو ہین بادشاہ جلال الدین کی نظر شتر سواروں پر پڑی پوشیدہ
فریاد برلایا کہ یہ کیا قباحت اور قیامت ہے جو تمنے کیا مردم عزیز کو اسطرح وضع کے لائے پھر حکم دیا کہ انھیں جلد اونٹوں سے
اُتارو اور دوشاخے انکی گردنوں سے جدا کرو اور انمیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیز الوجود اور
قدر و منزلت رکھتے تھے اُنکو حمام بھیجکر خلعتہائے خاص پہنا کر عطر ملوایا اور خود بارگاہ مجلس طرب آراستہ کر کے اُن لوگوں کو عزت
و تواضع بلاکر ہم پیالہ کیا اور ملایمت وافر اور ملاطفت متکاثر مبذول فرماکر کلام الفت آغاز کیے بیت بدی را بدی سہل باشد
جزا ٭ اگر مردے احسن الی من اساء اور ہر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی گرمی اور مہربانی زیادہ تر کرتا تھا یہ خجالت و انفعال سے
مرنہ اٹھاتے تھے سلطان اُنکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا تمنے نمکحرامی نہیں کی ہیں بادشاہ تمہارا منتقا کہ میری مخالفت باعث نمکحرامی
ہو بلکہ دولتخواہی اپنے ولی نعمت کی بجالائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خاندان سے نجاوے
غایت اسکی یہ ہے کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہوکر آخر عمر میں مجھے پہونچے تمہاری کوشش
نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی التفات میرے حال پر فرماتے
تھے میں اُسے افتخار اور اعتبار اپنا جانکر محظوظ اور مسرور ہوتا تھا اور ملک چھجو کو بھی جو ایک زمینداروں اس ناحیہ کے ساتھ پناہ
لیگیا تھا گرفتار کر کے سلطان کے روبرو بھیجا اُسکی بھی شاہ نے تعظیم و تکریم کی اور محفہ میں بٹھا کر ملتان کے جاگیردار کے پاس
روانہ کیا اور یہ حکم نافذ فرمایا کہ ملک چھجو کو مع اہل عیال مکان خوب میں اتارو اور اطعمہ اور اشربہ اور اقمشہ اور سامان عیش و عشرت
کا جو کچھ بادشاہوں کے لائق ہو مہیا رکھو اور اُنکی محافظت میں مصروف رہو اور اُسکی دلجوئی اور رضا طلبی میں کسی طرح کی نکرنا اور ملک حبیب
اور امرائے خلیج کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سائر امرا کی نسبت مبذول فرمائی ناگوار بلکہ شاق گذری
اور عرض کی کہ سلطان نے یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فرمایا روش جہانداری کے خلاف ہے اور توقع

جہانبانی کے منافی ہے جو خونریزی جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ مین وقوع مین آئی خداوند عالم نے معاملہ
فرمایا اب مناسب دولت وہ ہے کہ سیاست اور خونریزی اس گروہ مین آپ معاف نہ رکھین اور ملک چھجو خان کو اگر قتل نکرین تو میل اُسکی آنکھ
مین کھینچین تو دوسرے عبرت پکڑین جبکہ بادشاہ اس طرح کے آدمیون پر ایسی نوازش فرماویگا تمام خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی ہوس ہوگی
اور فساد برپا ہوگا اگر ہم اُنکے ہاتھ گرفتار ہوتے وہ نام و نشان خلجیون کا روے زمین پر نرکھتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے
اور سب صواب اور موافق جہانداری کے ہے لیکن کیا کرون کہ مین نے عمر اپنی ستر برس مسلمانی مین بسر کی اور کسی مسلمان کا خون نگرایا اب کہ
ضعیف ہوا ہون اور عمر آخر کو ہوچکی نہین چاہتا کہ خون مسلمانونکا گراکر صفت قہاری اور جباری کی اپنے اوپر ثابت کرون اگر ہم اُنکے
ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اُسکی جوابدہی قیامت کے دن اُنکے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اور یہ برسون ہم سلطان غیاث الدین بلبن کے
نوکر رہے اور حقوق اُسکی نعمت کے ہماری گردن پر بہت ہین آج کہ اُسکے ملک پر متصرف ہوا ہون اگر اُسکے اعوان انصار کو بھی قتل کرون
ایکبارگی دیدہ مردمی پر خاک ڈالون اور نسل اُسکے اور بھی کلام درویشانہ اور صوفیانہ کہے آخر کو اُس مقدمہ مین بازی کھاکر آپکو تیغ ملامت
کا کشتہ کیا کسواسطے کہ حکما نے کہا ہے کہ بادشاہی دو رکن رکھتی ہے ایک لطف دوسرے قہر اور جسوقت کہ ایک مین ان دونون سے خلل
پڑے بادشاہی زوال قبول کرے بیت تحمل دلکش است اما نہ چندان ہ شکیبائی خوش است اما نہ چندان ہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی نے بعد واقعہ ملک چھجو کے حسب بداؤن سے دار الملک نئے شہر مین مراجعت فرمائی اور ولایت کڑہ علاء الدین خلجی کو دیکر اس طرف
روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت مین مصروف ہوکر صفت قہر کی جو لازمہ بادشاہی ہے ایکبارگی ہاتھ سے دی اور صفت حلم نے
بے آزاری کو مرتبہ کمال مین پہونچایا اور جب یہ خبر جابجا لوگون نے سُنی دزدان کراس و مواس اور رہزنون اور ڈکیتون تمام ممالک نے
سر اُٹھاکر فتنہ و فساد شروع کیا اور جا بجا چورون اور گمراہون اور رہزنون کو گرفتار کرلاتے قاضیون اور مشائخون کیطرح انکو
چوری اور اعمال ناشایستہ سے سوگند اور توبہ کراکے فوراً چھوڑ دیتا تھا اس سبب سے خلجی جو معتمدان درگاہ سے تھے مجالس اور
محافل سلطان جلال الدین مین زبان طعن دراز کرکے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور حریف اور رند اگرچہ تقریبات اُٹھا کر وہ
باتین سمع سلطان مین پہونچاتے تھے لیکن وہ تغافل کرکے کہتا تھا کہ مست لوگ کہ بہت کھاتے ہین اُنکے قول پر خردہ نہ پکڑنا
چاہیے پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہر چند شجاع اور صف شکن ہے
اور مغلونسے چند مرتبہ لڑا ہے اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہوا ہے شعر کہنے اور شعر سُننے اور شطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا اس سے
کوئی کام ظہور مین نہین آتا ہے مناسب وہ ہے کہ ہم سب اتفاق کرکے اُسے معزول کرین اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امراے صاحب
داعیہ سے ہے تخت سلطنت پر بٹھادین اور اکثر امراے خلج نے ایک روز ملک تاج الدین کوچی کے مکان مین مہمان ہوکر مجلس شراب منعقد کی اور
حالت مستی مین بولے بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہین اس امر کا شایستہ ملک تاج الدین کوچی ہے اور تمام مزخرفات مین
مشغول ہوئے پھر ایک اُنمین سے بولا کہ مین باوصف نیم شکار ہونیکے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہون دوسرا دست بقبضہ ہوکر کہنے لگا
کہ مین اس تیغ آبدار سے اُسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہون غرض اس روز مجلس شراب مین یاوہ گوئی حد سے زیادہ عمل مین لائے
ایک اُنمین سے اُٹھکر باہر گیا اور اپنے تئین بلا توقف سلطان کی خدمت مین پہونچاکر صورت حال بتفصیل ظاہر کی سلطان
اُس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور بیہودہ گوئی اُن دشمنون سے نہ آزردہ ہوا لیکن اُنکے اس ارادہ ناصواب سے نہایت آزردہ
اور بیطاقت ہوا اُسیوقت آدمی بھیجکر اس مجلس کے تمام اہالیون کو حاضر کیا اور از روے اعتراض تلوار آہنی غلاف سے نکالکر
اُنکے روبرو پھینکدی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم مین سے دعوی مردی اور مردانگی کا کرتا ہے اُٹھالے اور مجھسے لڑے کہ مین تنہا

بیٹھا ہون تو معلوم ہووے کہ کام نمایان کسکے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہے یہ سُنکر اُن بیدولتون نے سر خجالت جھکایا اور گونگون کے مانند خاموش ہوئے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے جب از روے غضب اُنھین بہت لعنت ملامت کی تب شعلۂ غضب ٹھنڈا ساکن ہوا ایک مصاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اُس مجلس مین شریک تھا اُسنے ہرزہ گوئی بہت کی تھی اُسوقت ظرافت مین آکر بولا خداوند نعمت خوب جانتے ہین کہ مست حالت مستی مین جو کچھ منھ مین آتا ہے بکتے ہین اگر ہم تجھسے بادشاہ کو جو ہمین فرزندونکی طرح پالتا ہے قتل کرینگے پھر مثل تیرے دوسرا بادشاہ کہان پائینگے اور جو تو بھی اس مستی مین نہین مگر خدا کے ہلاک کریگا مثل ہمارے مخلصان جان نثار نپاویگا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہوکر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اُسے عنایت فرمایا اور ازراہ نصیحت یارونکی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجاے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا ہلاکی تمھاری زمانہ سے برلاتا مین اس سن مین جباری اور قہاری کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہے اپنی نسبت قرار نہین دے سکتا ہون اور مقام جزا اور سزا تمھاری مین نہین آسکتا اور تمسے سواے مینوشی اور قمار بازی اور بیہودہ گوئی اور شاہد بازی کے دوسرا فعل نہین آتا ہے تم کہان اور تیر شکار ڈالنا اور شمشیر کو کام فرمانا کہان خیر مین نے تمھارا گناہ بخشا اپنی جاگیرون مین جاکر ایک مدت وہان بسر کرو بیت ز خلق ارچہ آزار بینم بسے ۔ نخواہم کہ آزردہ گردد کسے ۔ کہتے ہین کہ جسوقت مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جامدار اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین ساوی جو شعراے وقت سے تھا اور ایک دیہہ دیہات سمانہ سے اپنی وجہ مدد معاش مین رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ دارونکے مانند مولانا سراج الدین سے خراج طلب فرمایا مولانا نے اس امر سے آزردہ ہوکر ایک مثنوی سلطان کی ہجو مین کہکر عمال کی شکایت اُسمین درج کی اور ظاہر بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ کثرت مشاغل کے سبب ساتھ مولانا کے نہ مشغول ہوا مولانا دل کو فتنہ مجلس سے اُٹھا اور دوسری مثنوی سلطان جلال فیروز شاہ کی ہجو مین کہی اُسکا نام خلجی نامہ رکھا اور اُس زمانے مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ رکھتا تھا خلجی نامہ مذکور جو متضمن ہجو ہاے رکیک تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر مین ہوگا سمانہ کی سکونت چھوڑ کر دوسری جگہ توطن اختیار کیا اور اسی عرصہ مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ دیہات مندا ہڑاے کو غارت کیا تھا اسوجہ سے مندا ہڑاے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب سلطان سریر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور مندا ہڑاے اپنے کام مین حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجمند کی رہنمونی سے وہ دونون پگڑی اپنی گردن مین ڈالکر درگاہ مین حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً اُنھین طلب کیا اور مولانا سے بغلگیر ہوکر انعام اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور مواجب مقرر کرکے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مجرائیون دربار کے پیش تخت مجرے کیواسطے آیا کرے اور مندا ہڑاے کو بھی نوازا اور منجملہ حکایات عجیبہ سے جو براستی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ ایکروز اُسکی خاطر عاطر مین یہ خیال گذرا کہ جو مین نے اکثر کفار مغل سے غزا کی ہے اگر روس منابر مجھے ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہوگا اسواسطے ایکروز اُسنے یہ بات اپنی زوجہ ملکہ جہان سے کہی کہ جب ارباب علم و صدور اور قاضی کسی تہنیت کی تقریب مین حرم کے سر پردہ پر حاضر ہون تو تم اُنکے پاس بھیجکر یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ پڑھتے رہین اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ مین بادشاہ معز الدین کیقباد کی دختر کا کارخیر عروسی قدر خان سے ہوا علما اور صدور و قاضی مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوئے ملکہ جہان نے محلدار کی زبانی مقدمہ معہودہ سے پیغام دیا اُن لوگون نے اُسبات کو پسند کرکے عرض کی کہ سلطان نے بارہا کفار مغل سے جنگ کی ہے اسے المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین کہنا جائز بلکہ واجب ہے اور جب اکابر اور علما اور فضلا

اور صدور عزہ ماہ میں سلطان کیخدمت میں جاکر شرف دست بوس سے مشرف ہوئے قاضی فخرالدین ناقلہ کہ سرآمد علماے اس عصر سے تھا ملتمس ہوا کہ صدور اور قضات اور جمیع علما سلطان سے التماس رکھتے ہین کہ سلطان نے جو مکرر کفار مغل سے جہاد کی ہے اسلیے نام نامی کو ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ منبر و نپر یاد کرتے ہین سلطان نے یہ حرف سنکر اشک آنکھو نسے جاری کیے اور کہا اے قاضی فخرالدین ملکہ جہان نے میری تلقین سے تمھین یہ پیغام دیا ہے لیکن مین اس سے یہ بات کہکر پشیمان ہوا کسواسطے مین نے اپنے دلمین اندیشہ کیا کہ مین نے جو اس مدت مین لڑائیان مغلو نسے کین رضاے خداے عزوجل اور طمع شہادت اور قصد بلند کرنے اعلام دین اسلام کے نہین بلکہ ہمیشہ غرض وہ تھی کہ نام اور آوازہ میرا بلند ہووے یا میرا اعتبار اور عزت میرے مالک بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو زیادہ ہووے باوصف اسکے علما اور صدور اور قضات نے سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی کے دغدغہ دفع کرنے کیواسطے وجوہ تاویلات پیدا کین اور تکرار کی کسیطور سے قبول نفرمایا اور تمام حوادث غریبہ ایسے بادشاہ سلیم النفس کے زمانہ مین وقوع مین آئے سیر کرنا سیدی مولہ نام درویش کا ضیا برنی اور صدر جہان گجراتی نے یون بیان کیا ہے کہ جو ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نے کہ قبل اسکے اکثر مقام معدودہ مین اسم اُسکا مذکور ہوا ہے سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی کے عہد مین وفات پائی جو کہ چند ملوک اور خوانین بلبنی بے جاگیر ہوئے تھے اور اُسکے دولت کی پناہ مین زندگی کرتے تھے سرگردان اور عاجز ہوئے اور اسی طرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور اُسیقدر سپاہی اور سرہنگ کہ اُسکے نوکر تھے اُس جناب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوئے ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری سے واضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس درویشی مین تھا جرجان سے مغرب کیطرف گیا اور ایک مدت مدید صاحبدلونکے ہمراہ بسر لیگیا اور اُنسے نظر معارف حاصل کرکے جرجان مین مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فریدالدین شکر گنج کی زیارت کو ہندوستان کے سمت راہی ہوا اور اجودہن مین اُنسے ملاقات کی اور چند مدت اُنسے صحبت رکھی مجلسین کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت مین دہلی کی سیر کی ہوس ہوئی شیخ سے اجازت لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا ایک روز اثناے صحبت جاری مین شیخ نے کہا تو چاہتا ہے کہ دہلی مین جاکر منجہ آمد وشد خلق کا اپنے در پر کھولے اور ہر طرف کے مسافرون کو طعام دیوے اسبارہ مین مین تجھسے کچھ نہین کہتا اور مانع بھی نہین ہوتا لیکن مجھسے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک اور امرا اور مقربان شاہ کے ساتھ اختلاط نکرنا اور انکی آشنائی سے محترز رہنا کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم فقیرون کو سبب ہلاکت کا ہے سید مولا دہلی مین پہونچکر متوطن ہوا اور ایک خانقاہ عظیم تعمیر کروائی اور فقرا اور مساکین کی دعوت اور ضیافت مین مصروف ہوا ہر روز جسقدر مردم درویش مسافر اور مجاور اُسکی خانقاہ مین آتے تھے محروم نکرتا تھا اگرچہ مسجد جامع مین نماز جمعہ کیواسطے نجاتا تھا تنہا مکان مین نماز ادا کرتا تھا اور شرائط نماز جیسا کہ بزرگان دین نے قرار دیا ہے بجا نہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت کھینچتا اور جامہ ایک چادر کے سوا نہ پہنتا اور نان برنج ثرید[1] کرکے کھایا اور کوئی عورت اور خادمہ نرکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرچ کرتا تھا کہ لوگ حیرت مین آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد معزی کہ زمانہ غفلت اور بیخبری کا تھا پہونچا سید مولا ایثار اور نثار مین نہایت مدجہ کوشش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مختلط ہوکر شیخ فریدالدین عطار رح کی نصیحت دل سے محو کی بیت

ز آتش دل بنہ کو یخ فروزد ٭ کہ وقت آمد کہ صد خرمن بسوزد

اور حسب دلخواہ افراط سے خرچ کرکے اکابر اور اعیان کو دو تین ہزار تنکہ زر سرخ انعام فرماتا اور اُنکے واسطے اپنی خانقاہ مین دسترخوان بچھاکر ایسے طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین روزگار کو میسر نہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من میدہ ہندوستانی وزن سے اور دو سو من مصری اور دو سو من شکر اور پانسو من مسلوخ[2] اور کئی من روغن اور اشیاے دیگر جو ضروری ہین

[1] ثرید بفتح بروزن جدید نوعے از طعام کہ پارہاے نان در شوربائے گوشت ترکنند ۱۲ غیاث

[2] مسلوخ گوسپند بہ پوست کندہ شدہ ۱۲

اُسکے باورچیخانہ مین پختہ ہوکر خانقاہ مین تقسیم ہوتا ہو اور اُن درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے یا قیمت اُس
اشیا کی جو خریدتی تھی اُسکے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلان بوریا یا فلان پتھر یا اُس خشت کو اٹھاؤ اُسکے نیچے اسقدر تنکہ نقرہ اور طلا مین
اٹھالو جب اُسکو اٹھاتے تھے اُنکے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا اُسیوقت دارالضرب سے لائے ہین اور جب سلطنت
خلجیون کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہوا خلائق نے اُسکے پاس انبوہ ہجوم کیا اور خانخانان ولد بادشاہ
جلال الدین اُسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اُنکی خدمت مین جاتا تھا اور مقربان شاہ اور خوانین اور ملوک کبار تمام شب و روز اُنکی ملازمت
مین حاضر ہوکر نعمتہاے گوناگون کہ اُنھین اپنے دسترخوانون پر میسر نہ تھین اُنکی خانقاہ مین مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہوا جب ملک الامرا
ملک فخرالدین کوتوال رحمت حق مین واصل ہوا اُسکے تمام متعلقون نے دست توسل سید مولا کے دامن مین مارا اور اُسکے اشارے سے طاقون
اور انگیٹھیون اور پتھرونکے نیچے سے سونے اور چاندی کے تنکے حاصل کرکے زمانہ عیش و عشرت سے گذرانتے تھے اس عرصہ مین قاضی جلال الدین
کاشانی کہ ایک مرد فتنہ انگیز اور اعیان بادشاہ سے تھا اُسکی خدمتمین جاکر ساتھ حرب ربانی کے کہ ثانی سحر تھا اُسکے دلمین اسطرح جگہ کی کہ سید مولا
نے اُسے راست کردار اور خیر خواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد اور خصوصیت اُس سے انتہا کو پہونچائی کہ تین تین اور چار چار روز خانقاہ مین کمر
سے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادر علی الاطلاق نے اسقدر قدرت محض اسیواسطے تجھے کرامت فرمائی ہے
کہ بادشاہی ظالمونکے ہاتھ سے برآوردہ کرکے خود متقلد اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کرکے ایک خلقت کو
ساتھ عدل اور داد کے مہد امن و امان مین نگاہ رکھے اور جو اسمین سستی کریگا فرداے قیامت مین کیا جواب دیگا چنانچہ لوازم بشریت
ہر شخص کے ساتھ لاحق ہین وہ بیچارہ فریب کھا کر تمہید مقدمات خروج مین جد و جہد کرنے لگا اور ہر ایک مرید کو ساتھ ایک خطاب اور
منصب کے نامزد کیا اور برنجین کوتوال اور نہاے پہلوان جو سید مولہ کیطرف سے احسان بہت دیکھتے تھے متعہد اس امر کے ہوئے
کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت فداے وار آپکو بادشاہ تک پہونچا کر اُسکا کام تمام کرونگا اور دس ہزار آدمیون نے کہ پوشیدہ سید مولہ سے
بیعت کی ہو اپنے تئین علانیہ سید مولہ کے پاس پہونچا کر تخت شاہی پر بٹھاوین اتفاقات سے ایک اہل مجلس نے ایک رنجش باہم
پہونچی اور کیفیت حال مشروحاً بادشاہ جلال الدین کے سمع مبارک مین پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سید مولہ کو
مع قاضی جلال الدین کاشانی اور ایک جماعت حاضر کرکے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم
اس امر سے ہرگز آگاہی نہین رکھتے اور اس معنے سے مطلع نہین جب انکار انکا حد سے گذرا اور مدعی اثبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صحراے بہارپور
مین ایک آتش عظیم روشن و افروختہ کی کہ شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچا تھا اور خود مع جمیع امرا و سپاہ و علما سوار ہوکر ایک بارگاہ مین جو اسی
واسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سید مولہ اور قاضی جلال الدین اور برنجین کوتوال اور نہاے پہلوان اور ایک جماعت ماورِ اتباع
اُسکے سے آوین اور آتش سے گذر کرین تو راستگو دروغ گو سے ظاہر ہووے جسوقت کہ اُنھون نے باواز بلند کلمہ شہادت پڑھا
اور آگ مین داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرماکر علماے وقت سے استفسار کیا کسی نے فتوی نہ دیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع
جلانے والی ہے راستگو اور دروغ گو کو یکسان جلاویگی اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت غرا مین کسی طور سے درست
نہین ہے کہ ساتھ آتش سوزندہ کے مہمات فیصل ہووین بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور اُسی مجلس مین قاضی جلال الدین کاشانی کو
بداؤن کی قضا پر بھیجا اور امراے ملبنی اور مردم معتبر کو جو متہم ہوئے تھے اپنے دارالملک سے نکال دیا اور دونون کوتوال جو شاہ کے قتل پر
متعہد ہوئے تھے بسیاست تمام اُنکو قتل کیا اور روبانے قصر کیطرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سید مولہ کو دست بستہ پائین ایستادہ کیا
اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اُس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور باوصف اسکے شرعاً اور عرفاً

اُسپر کوئی گناہ ثابت نہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کرکے شیخ ابوبکر طوسی حیدری کو کہ ساتھ ایک جماعت درویشان حیدری جو ولایت سے اُسکے ہمراہ آئی تھی کوشک کے قریب طلب کرکے فرمایا اَے درویشو مجھو کہ اس مرد نے میرے حق مین کیسا ظلم اندیشہ کیا ہے اور کس نوع کا خلل ظہور مین پہونچایا چاہتا ہے انصاف کرو بہری نام ایک قلندر بیباک کہ اُسکے احسان مین غرق تھا حقوق اُسکے بجا لا با بے تامل اُسکے تن نازنین کو استرہ اور جوال دوز سے مجروح کیا سید مولہ فریاد برلایا کہ مجھے جلد اپنے مبداء پر پہونچاؤ مین اپنے قتل ہونے سے خوشحال ہون آزردہ نہین لیکن یقین جانتا کہ آزار طائفہ درویشان شوم ہے میمنت نہین رکھتا اور عنقریب اُسکا مکافات تیرے اور تیرے خاندان کی نسبت پہونچیگا بادشاہ جلال الدین قتل مین اُسکے متردد اور متفکر تھا اس درمیان مین شاہزادہ ارکلیخان جو خانخانان نے کسیر خواندگی کے سبب سید مولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجیل کرکے کوٹھے پر سے فیلبان سے اشارہ کیا تو اُسے اُسیوقت ہاتھی اُسپر دوڑا کر کام اسکا انجام کو پہونچایا **بیت** بمردی کہ ملک سراسر زمین ٭ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین ٭ ضیاءالدین برنی مؤلف تاریخ فیروزشاہی جو اُنکو صادق القول جانتا ہے کہتا ہے کہ مین اُس روز دہلی مین تھا مجھے خوب یاد ہے کہ سید مولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوا اور اسقدر ظلمت جہان مین چھائی کہ کچھ دیر تک کوئی کسیکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کہ سنہ ۶۹۰ چھ سو نوے ہجری تھی دہلی اور اُسکے اطراف مین بارش کی کمی ہوئی اور قحط پڑا چنانچہ عوام الناس جماعت جماعت گرسنگی سے ایکجا ہو کر آبکو جون کے پانی مین گراتے تھے اور غرق ہوتے تھے

نظم

بلے شک نباشد کہ در ہر زمین ٭ بناحق بریزند خون چنین ٭
در و قطرہ آبے نریزد ہوا ٭ نروید در و ہیچ برگ و گیا ٭
بجائے گیاہ گرد رست از زمین ٭ بہ کشت آسمان جائے تخم آدمین ٭
شنیدم کہ خلقے دران خشک سال ٭ چنان گشت عاجز زتنگی حال ٭
دہ و بیست از مردم معتبر ٭ گرفتہ ہمہ دست بریکدگر ٭
بسے غرق گشتند در آب جون ٭ فسادے چنین گشت پیدا کنون ٭
بسے خلق مسکین در آن روزگار ٭ بمردند و رکوچہا زار زار ٭

جب واقعہ حیرت فزا سید مولہ وقوع مین آیا اور بار دوم اسپ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کیخدمت مین تاخت لایا اور نکبت شروع ہوئی روز بروز تضئیہ نامرضیہ سانح ہوا اُسکی بادشاہی مین ایک انتظام اور رونق باقی نرہی از انجملہ یہی تھا کہ سے بڑا بیٹا اُسکا اختیار الدین خانخانان کہ جسکے ناصیہ سے آثار بادشاہی اور بزرگی کے واضح اور لائح تھے اور جمیع امرا دوست و دشمن اُسی کے قہر اور دبدبہ کے ملاحظہ سے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نرکھتے تھے اُسکے مزاج شریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور معالجہ اطباے حاذق کا سود مند نہ پڑا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی اور ناتوانی لحظہ بلحظہ زور کرتی تھی یہانتک کہ فوت ہوا اور بادشاہ اُسی سال مین رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور ارکلیخان کو ولیعہد کرکے چتر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر اُسے شہر مین چھوڑا اور جب قلعۂ رنتھنبور مین پہونچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اسکے لینے کا مقید نہوا اور جھاین کی سمت روانہ ہوا اور اسے فتح کرکے بہت غنیمت لایا اور بتخانہ مالوہ کے شکستہ اور ویران کیے اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رنتھنبور مین تاخت لایا جبکہ وہان کا راجہ مقام نرمی اور بفرمان برداری مین نہ آیا بادشاہ جلال الدین نے تیاری ساباطون اور کوچہ ہاے صلابت کا حکم دیا لیکن پھر جلدی فسخ عزیمت کرکے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا مین چاہتا ہون کہ قلعہ کے لینے مین سعی کرون مگر جب یقین ہوا کہ وہ قلعہ بدون شہادت چند ہزار مسلمانون کے مفتوح نہوگا فسخ عزیمت کی ملک احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کے وقت قتل ہونے کا ملاحظہ نچاہیے کرنا عنقریب کہ راے اس قلعہ کو ایک خیال اور دلین گذرا ہے پاؤن اپنے دائرہ سے باہر رکھیگا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس بات سے آزردہ ہوا اور اُسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہے کہ بادشاہ ہو نکو قتل ہونے آدمیون سے پروا نہین ہے لیکن اُسکام کو جو بادشاہ کہ مسلمان ہین اور خدا اور رسول خدا کیطرف بازگشت رکھتے ہین اور آخرت کے معتقد ہین کمتر مرتکب ہوتے ہین اور مین نے بارہا

مجھسے کہا ہے کہ مین پیرانہ سال ہوا ہون مناسب نہین کہ جبارون اور فراعنہ کے افعال اختیار کرون اور ایسا فعل عمل مین لاؤن کہ لاکھون
زن و فرزند اہل اسلام کی بیوہ اور یتیم ہون اور علاوہ اسکے اور بھی کلام اس قبیل سے کہے اور دہلی مین داخل ہوا اور سنہ ۶۹۱ چھ سو اکانوے
ہجری مین ایک قرابتی ہلاکو خان کا نسے دس تومن مغل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تومن عبارت ہے دس ہزار سوار سے جب بادشاہ اس امر سے
واقف ہوا لشکر قاہرہ ہمیشہ فتح کیواسطے ہمراہ رکاب لیکر کوچ کیا اور حدود بہرام مین دونون فوج کا سامنا ہوا اور مابین اُنکے ایک
صحرا واقع ہے مقابل ایک دوسرے کے وارد ہوئے اور لڑائی کے واسطے ایک صحرائے وسیع باندازہ لشکر قرار دیکر چند روز
مبارز طرفین جنگ مین مشغول رہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایک روز درمیان دونون طرف کے سپہ سالارون مین مقابلہ عظیم
اور معرکہ شدید واقع ہوا آخر کو لشکر اسلام کے مقدمہ مظفر اور منصور ہوئے اور مغل بیشمار علف تیغ خون آشام ہوئے اور دو نفر امراے
ہزارہ اور چند کس امرائے صدیہ مغل سے اسیر ہوئے اُسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے درمیان مین آکے مقدمات صلح ترتیب دیے
بادشاہ نے اُنکے سردار کو جو قرابت ہلاکو خان سے رکھتا تھا اپنی زبان مبارک سے فرزند فرمایا اُسنے بادشاہ کو پدر کہا اور بموجب دوری
اور دوستی دونون نے دور سے سوار ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد ارسال تحف و ہدایا کے طرفین لشکر مغل پلٹ گیا اور الغوخان
نواسہ چنگیزخان مع چار ہزار مغل اور زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے جا ملا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا
اور علاوہ اسکے بادشاہ کی دامادی سے اختصاص پایا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکلیخان کو ملتان اور
لاہور اور سندہ کا حاکم کیا اُسکے بعد دارالسلطنت شہر نو کیطرف مراجعت فرمائی الغوخان اور تمام امرائے مغل کا کہ ساتھ نو مسلم کے
شہرت پائی تھی حوالی غیاث پور کہ مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہان ہے مسکن تعین ہوا اور اس گروہ نے وہان عمارت
عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اسکا نام مغل پورہ رکھا اور سنہ ۶۹۲ چھ سو بانوے ہجری مین بادشاہ نے مندور مین جاکر اُسکے
حوالی مین قلعہ کو نہیب و غارت فرمایا اور اسی عرصہ مین ملک علاءالدین حاکم کڑہ نے التماس کی کہ فدوی قلعہ بہاسہ پر تاخت
جا دے اور اسکی اطراف کو غارت کرے معروض اُسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اُسنے قلعہ بہاسہ کو غارت کیا اور غنائم وافر
لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس غنائم مین سے دو بت ہشت دھاتی جو ہنود کے معبود تھے بداؤن کے دروازہ پر ڈالکر
پے سپر خلائق کیا یہ خدمت ملک علاءالدین کی بادشاہ کو پسند آئی نوازشات خسروانہ اور اضافہ جاگیر اودھ سے سرفراز فرمایا ملک
علاءالدین نے بسبب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پایا معروض کیا کہ چندیری کے اطراف و جوانب مین چند راجہ صاحب خزائن اور
فوج ہین اگر حکم ہووے غلام وجہ فواضل اپنے اقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے اُنکے سر پر
تاخت لیجا کر غنائم کثیر وہانسے لاکر داخل خزانہ عامرہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے مال کی طمع سے اُسکی التماس قبول
فرمائی اور ملک علاءالدین کی غرض ان سب مقدمات سے وہ تھی کہ اپنے تئین تحکمات ملکہ جہان سے کہ کمال تسلط بادشاہ پر رکھتی تھی اور
اُسکے غلبہ سے کچھ عرض نکر سکتا تھا خلاص کرکے ہمیشہ سفر دور دراز مین رہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دوردست مین ایک مقام
مضبوط پیدا کرکے وہان فرو کشی کرے الغرض سنہ ۶۹۳ چھ سو ترانوے ہجری مین ملک علاءالدین دہلی سے نقد رخصت حاصل کرکے کڑہ
کیطرف روانہ ہوا اور سپاہ ملک جمع کیا اور دوسرے امرائے طلبی کو جو سرگردان تھی ملازم رکھا اور سنا تھا کہ رام دیو راجہ دکن کا خزانہ
موروثی کئی قرن کا رکھتا ہے اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ میسر نہین ہوا لہذا مع سات آٹھ ہزار سوار بہ بہانہ نہیب چندیری سنہ ۶۹۴
چھ سو چورانوے ہجری مین جنگل کے راستہ سے کہ راہ نزدیک ہے روانہ ہوا اور جسوقت کہ دکن کی سرحد مین پہونچا اس امید
پر رام دیو کے سر پر تاخت لیگیا کہ جو شہر دیوگڈہ حصار اور دبدبہ نہین رکھتا شاید کہ طالع ارجمند کی سعادت سے

صبحکو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندون اور قرابتیونمین حالت غفلت مین گرفتار ہو وے اور بسبب اس وسیلہ کے مبلغہا سے کلی اُسکا
دستیاب کیجیے ہر چند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حمق سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی دلالت سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا اور باؤن
ایلچ پور سے اٹھایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دو روز وہان آرام کرکے دیوگڑھ کیطرف جلدی روانہ ہوا اور رام دیو اپنے فرزند کو
لیکر جاے دور دست مین گیا تھا جب سُنا کہ ملک علاءالدین دیوگڑھ کے حدود مین مع لشکر گران راجاؤن کے مقابل آیا اور بعد
محاربہ ملک علاءالدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیوگڑھ کو بھی فتح کیا اور مولف طبقات ناصری کہ معاصر تھا یون روایت
کرتا ہے کہ ملک علاءالدین نے گڑھ سے برآمد ہوکر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار مین مشغول ہوا ساتھ اُن راجاؤن کے کہ سر راہ واقع
ہوتے تھے ہرگز مزاحمت نہ پہونچاتا تھا اور خواصون کے سوا کوئی اسکے ارادہ سے واقف نہ تھا اور دو مہینے کے بعد ایلچ پور مین
جو دکن کے بلاد مشاہیر سے ہے دفعتہً پہونچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاءالدین امراے بادشاہ دہلی سے ہے بعض معاملات کے
سبب سے اُسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ راج مندری کے روبرو جو تمام ممالک تلنگانہ سے ہے جاکر ملازم ہووے
اور آدھی رات کو ظاہر البلدۂ ایلچپور سے کوچ کرکے بسبیل تعاقب دیوگڑھ کیطرف دوڑا اُسوقت مین رام دیو کی زوجہ اور
اُسکا بڑا بیٹا ایک بتخانہ کی پرستش کو اُس حدود مین گئے تھے اور راجہ رامدیو خود نہایت غفلت سے شہر دیوگڑھ مین مقیم تھا
اور چرخ ستمگر کی شعبدہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاءالدین پہونچا رام دیو نے ہمت اُسکے دور کرنے پر تعیین کی
دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے انکے مقابلہ مین بھیجا یہ جماعت دیوگڑھ سے دو کوس آگے بڑھکر ملک علاءالدین مجاہدون سے مقابل
ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانون کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و تیر سینہ شگاف و سندان گداز کبھی آنکھون سے
نہ دیکھے تھے حملۂ اول مین تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین مین کسی مقام پر باگ نہ موڑی شہر دیوگڑھ مین دم لیا
اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سراسیمہ اور حیران ہوکر قلعۂ دیوگڑھ مین کہ اُسوقت مین خندق اور استحکام نہ رکھتا
تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دو تین ہزار گون جو نمک سے مملو تھین اور اُسی روز تجار کوکن کی طرف سے لائے تھے اور
زیر قلعہ اور شہر ڈالکر خوف سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھکر قلعہ مین اُٹھا لائے اور اُنمین تمام نمک تھا ملک علاءالدین نے اکابر
اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیوگڑھ مین داخل ہوا اور مہاجنون اور برہمنون اور وہان کے رئیسون کو
اسیر اور دستگیر کرکے لوازم نہیب و غارت مین نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کوہ تمثیل اور چند ہزار اسپ خاص رام دیو
کے اصطبل سے اپنے عنان اختیار مین لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جرار فلان راہ سے متعاقب پہونچتے ہین غرض
اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے ستم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف مین جاکر اُسکے محاصرہ مین
مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھون نے فکر اصل پر کی اور داخل مملکت ہوئے مناسب وہ ہے کہ جبتک اور امرا پیچھے
سے پہونچین اور شریک ہوویں ہم ملک علاءالدین کو راضی کرکے صلح کرین اور اُسے اس مملکت سے پھیرین یہ کہکر چند شخص
اپنے دولتخواہون سے کہ اُنمین اکثر برہمن تھے اُسی روز اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارا آنا اس دیار مین احتیاط اور دوراندیشی سے
بہت بعید ہے اور اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تم اسپر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن مغرور نہو عنقریب ہے کہ اطراف و
جوانب سے لشکر دکن کہ حد و حساب سے باہر ہے مُنھ اسطرف لاکر تم مین سے ایک زندہ ملک سے باہر نجانے دیگا اور بر تقدیر دکن سے
سلامت باہر جاؤگے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پیادہ کا مالک ہے اور گونڈوارہ اور خاندیس کا راجہ کہ لشکر
کثیر رکھتے ہین اگر تمھارے آنے سے مطلع ہونگے سد راہ ہوکر اس جماعت سے ایک متنفس کو زندہ نچھوڑینگے

بہتر یہی کہ پیشتر اُس سے کہ حکام اطراف آگاہی پادین صاحبون اور رعایا سے جو تمھاری قید مین پڑے ہین لعل بہای لیکر معاودت کرو ملک علاالدین نے براہ دوربینی اور احتیاط سے یہ معنے قبول کیے اور لوگون سے کہ اسیر ہوئے تھے پچاس من طلا اور چند من مروارید اور اقمشۂ نفیسہ لیکر اقرار کیا کہ کل صبح کو کہ پندرہوین تاریخ ہوگی اسیرون کو رہا کردونگا اُسکے بعد فوج کو حکم کوچ دونگا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس قصے سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کرکے مقابلہ اور مقاتلہ پر اسوقت تلا کہ ملک علاالدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھا تین کوس دیوگڑھ سے آگے پہونچا رام دیو نے اپنا آدمی لڑکے کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونیوالا تھا ظہور مین آیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہمین کسیطرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہونچا اگر رعایا دست جور و ستم مین مبتلا ہوئی اُسکا تدارک بخوبی تمام کرسکتا ہون تجھے مناسب ہی کہ تو ابواب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے کہ ترک یعنے مسلمانون کا فرقہ عجیب مشاہدہ کرتا ہون اُنسے لڑنا مصلحت نہین ہی لڑکے نے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے دو چند دیکھا اسواسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے جنگ مین اصرار کرکے ملک علاالدین کو پیغام دیا کہ اگر تمھین اپنی زندگی عزیز ہی اور چاہتے ہو کہ اس ورطہ ہلاکت سے نجات پاکر ساحل مراد پر عبور کرو تو جو کچھ اس شہر کی رعیت سے تمھارے تصرف مین آیا ہی واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاالدین اُسکی یادہ گوئی سے طیش مین آیا اور رام دیو کے بیٹے کے ایلچیون کو روسیاہ کرکے لشکر مین پھرایا اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور خود بلاتوقف صفوف حرب آراستہ کرکے لشکر دکن پر تاخت لایا قریب تھا کہ علاالدین کا پاے ثبات متزلزل ہوکر راہ معاودت ناپے تا بُدّ ایزدی سے ملک نصرت نے اسوقت بڑا کام کیا کہ علاالدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دست کش ہوکر معرکہ کیطرف روانہ ہوا جب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی سب یقین ہوا کہ بیس ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے آن پہونچے سبھون نے اس توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک علاالدین اسیوقت مظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ کو محاصرہ کرکے آثار خشونت اور شدت کے پیش پہونچائے اور مہاجنون اور برہمنو نکی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور ایک جماعت خویشون اور قرابتیون رام دیو کو کہ معرکہ مین اسیر ہوئے تھے طوق و زنجیر سے مطوق اور مسلسل کرکے قلعہ کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو سفیرونکی فہمایش سے در پے مدافعہ ہوا اور چاہا کہ کالنجر و تلنگانہ و مالوہ و خاندیس کے راجاؤن سے استعانت ڈھونڈھے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ مین مطلق ذخیرہ نہین ہی اور وہ گونین جو کھینچ لائے تھے تمام نمک سے پر ہین اور چونکہ لشکر خلج کے دبدبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دکن سے قلعہ مین پہونچ سکتا نتھا اور سد ہلاکت پہونچا سکتے تھے یہ سنکر رام دیو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اور حکایت غلہ اور آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا اور ملک علاالدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کرکے ایسا معروض رکھا کہ خداوند پر ظاہر و روشن ہی کہ دولتخواہ کو اس قضیہ مین کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند ناخلف نے جہل و نادانی اور غرور جوانی سے اگر نشان جسارت کے بلند کیے خیر سگال کو مواخذہ اور معاتب نکرین اور ایلچیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ مین نہین ہی اگر دو تین روز بھی محصور رہیگا اور ملک علاالدین یہان سے کوچ نکریگا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے قبضہ مین آویگا تمھین لازم ہی کہ ایسی کوشش اور تدبیر کرو کہ یہ راز فاش نہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاالدین اضطراب رام دیو سے بسبب فقدان سرمایہ معاش کے متیقن ہوا استغنا و تامل اور ستار اہل صلح و اتمام ہونے مین کیا کہ ایلچیون نے الحاح و زاری اور مبالغہ تمام سے اقرار کیا کہ رام دیو چھ سو من طلا اور سات من مروارید اور دو من جواہر لعل و یاقوت اور الماس و زمرد سے اور ہزار من نقرہ اور چار ہزار

جواہر ابریشمی اور دوسری اجناس کہ تفصیل اُسکی موجب تطویل ہوتی ہے اور عقل بھی اُسکی تصدیق سے انکار رکھتی ہے ملک علاء الدین کی سرکار مین
داخل کرے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ ایلچپور کو مع توابع اور مضافات اُسکی علاء الدین کے متعلقون کے تصرف مین چھوڑ دے اور
ضبط اپنا رکھکر ہر سال محصول اس ولایت کا کڑہ مین بھیجا رہے اور ملک علاء الدین تمام اسیرون کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر
جو دہلی سے دکن مین تعین ہوا ہے برخاست کرے اور درمیان سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور رام دیو کے واسطہ ہوکر ایسا
کرے کہ دونو مین سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اشیاء مذکور اپنے قبضہ مین لایا اور اسیرون کو رہائی دیکر پچیسون
روز محاصرہ سے مظفر اور منصور مع جواہر و اموال موفور اور ہاتھی گھوڑے کہ اُسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ مین اسقدر مال اور
جواہر جمع نہوا تھا کڑہ کیطرف روانہ ہوا عارفان روشن ضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہین اور اوپر کتب تواریخ اولین
و آخرین کے مطلع ہوئے ہین جانتے ہین کہ جہان مین لطائف غیبی بیشمار ہین اور اس دیر شش در کے بساط مین کہ شطرنج ہے مقبلون
کو منصوبے غیر مکرر کثرت سے ظاہر ہوئے اور ہوتے ہین لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی
فرد از افراد انسانی کو نصیب نہوئی اور نہوگی کسواسطے کہ کڑہ سے دیوگڑھ تک مسافت بہت ہے اور اُسوقت مین کہ اتنے
راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و کندواڑہ و خاندیش وغیرہ کے سر راہ واقع ہوئے تھے اُنکے درمیان سے گذرنا اور دیوگڑھ
پہونچنا اور غنیم کیطرف تک بجاے غلہ قلعہ مین کھینچکر ذخیرہ کرنا اور چند روز مین مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے
دشمنونکی ولایت سے با مال کثیر و لشکر قلیل سلامت برآنا اور چند ہزار راہ ہاے دشوار گذار طے کرنا اور اُسی سال سواد اعظم
ہندوستان کے سریر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہین ہے اور بیان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے مدارج
اعلی پر پہونچنے کا یہ ہے کہ جب ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کیطرف کوچ کیا کچھ روز خبر اُسکی منقطع ہوئی لیکن نائب علاء الدین کہ
اُسکی طرف سے کڑہ مین مستقل تھا تسلی کیواسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین نہب و تاراج چندیری مین مشغول ہے
اور امروز و فردا مین عرضداشت اُسکی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچیگی اور سلطان اُس سے تسلی ہوتا تھا یہانتک کہ چھ مہینے
غرض اُسکی بارگاہ سلطانی مین نہ پہونچین اور ارا حیف کی زبان سے اُسکی بغاوت کی باتین کہ مقدمہ وقوعی تھا دہلی مین مشہور
ہوئین اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی جو ملکہ جہان کی رنجش خاطر سے اطلاع نرکھتا تھا اصلا بدگمانی اُسکی نسبت دل مین
نہ دیتا تھا اور ابتداے ۶۹۵ چھ سو پچانوے ہجری مین سلطان نے برسم شکار عنان توجہ گوالیار کیطرف معطوف فرمائی
اور چند مدت وہان توقف کرکے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک چبوترہ بھی تیار کرکے یہ رباعی کہ طبعزاد اُسکی
تھی گنبد کے پیشگاہ مین تحریر کی **رباعی** ماکہ قدم بر سر گردون شاید ٭ از تودہ سنگ و گل چہ قدر افزاید ٭ این
سنگ شکستہ زان نہادیم زدست ٭ باشد کہ شکستہ در و آساید ٭ اس عرصہ مین کہ عرضداشت اُسکی پہونچی تمام
شہر مین مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کو سر کیا اسقدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیل اور اسپ وغیرہ
اُسکے ہاتھ آیا کہ کسی شاہان دہلی کو سلف سے آج تک میسر نہین ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کڑہ ہے سلطان یہ
خبر سنکر محظوظ اور خوشحال ہوا زیادتی سامان اُسکا موجب ازدیاد رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے اعوان جانثار و دانشمند
اور کار آگاہ تھے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت مرتکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور رنجش سے ساتھ حرم
بادشاہ ملکۂ جہان کے اطلاع رکھتے تھے اُسکو بعجلت سے باغی ہونا اُسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اور وجود بادشاہ کے نہین کہتے تھے
یہانتک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی اُنھین خلوت مین بلاکر صلاح پوچھی کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ سے

مع اسقدر فیل و اسپ و غنائم کے آتا ہے ہمین کیا کرنا چاہیے بارگاہ مین توقف کرون یا اُسکے استقبال کو جاؤن ملک احمد حبیب جو
ساتھ راستی اور درستی رائے اور استقامت فکر کے مشہور تھا اُسنے عرض کی کہ کثرت مال و جمعیت موجب طغیان اور سرکشی ہوتا ہے اور لوٹ
کے مفسد اور مفتری جو ملک چھجو کو راہ سے لیگئے تھے سب اُسکے پاس فراہم ہو کر سلطان کی بلا اجازت ولایت دیوگیر مین
لیگئے کوئی کیا جانے کہ اُسکے دلمین کیا ہے پس جانا کہ بادشاہ کا چندیری کیطرف کہ علاءالدین کے سر راہ ہے مناسب وقت
اور متضمن فوائد مقصود ہے جب قریب پہونچے لشکر فیروزی اترا اُسے اُس طرح دریافت ہوئی کہ سپاہیان رو زیور سے
گرانبار ہو کر فرو دروازہ سعادت کی ہے اور مشتاق اپنے مکانون کے ہین اور جنگ پر آمادہ نہین ہین اور سرعت سیل اور توقف
کوہستان بسبب زیادتی احمال اور اثقال اور ادبار الحکم اُسکو ممکن نہین ہو یا انفراد حضوری دربار کے سوا در خیال اُسکے دلمین تخیل
نہونگے اور جو کچھ لایا ہے برضا اور رغبت تخت کے روبرو گذرانیگا بادشاہ کو مناسب ہے کہ اسباب حشمت کہ زر نقد و جواہر اور
افیال سے ہے اُس سے لیوے اور باقی اُسپر مسلم رکھے اور جماعت فتنہ انگیز مشتمل ہے اور ملک فخرالدین کوتوال کو جو سبب ہونے کے قتل
کے بعد اُسکے پاس جمع ہوئے ہین ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجکر خاطر اُسکی زیادتی جاگیر سے مسرور اور شادمان فرما دے اُسکے بعد
اُسے خواہ کڑہ کیطرف رخصت کرے خواہ دہلی مین لا دے بادشاہ کو اختیار ہے اُسکے علاوہ رنجش خاطر علاءالدین اور ملکہ جہانکی اظہر من الشمس
ہے اس مدت مین کسی نے ملکہ جہان کے خوف سے عرض نکیا اور رفتہ رفتہ اس انتہا کو پہونچا کہ ملک علاءالدین چاہتا ہے کہ جاکے
دور دست مین جاکر استقامت کرے در صاحب خاطر آزردہ ہے ہمین ہونا ہے ہوشیاری سے نہایت بعید ہے اور جو سلطان
اس واقعہ کو حقیر جانکر اصلاح مین اسکی نہ مشغول ہو تو دہلی کی طرف مضمت فرمادے اور ملک علاءالدین مع اسقدر مال اور
افیال اور اسپ و خزائن کہ سرمایہ بادشاہی کا ہے کڑہ مین جا دے اور بیگیے کہ بادشاہ نے اپنے زوال دولت مین کوشش
کرکے اپنا خاندان خراب اور برباد کیا ہے **بیت** بکام دل دشمنان بود آنکس • کہ نشنود سخن دوستان خیر اندیش • ملک
فخرالدین کوجی باوصف اسکے کہ جانتا تھا کہ رائے ملک احمد حبیب کی باصواب ہے لیکن جو سلطان کی مرضی نہ دیکھی عین اغماض
کرکے بولا اب تک خبر مراجعت ملک علاءالدین کی اور لانا مال و اسباب کا عرضداشت اُسکی سے یا مردم معتبر سے تحقیق نہین
ہوا تو ایک مدار اسپر رکھکر اُسکے لائق فکر کیجاوے بر تقدیر کہ خبر راست ہو ہم اُسپر لشکر کشی کرین اور آگے سے اُسکی سد راہ
ہون جو کہ بلا اجازت گیا ہے احتمال رکھتا ہے کہ ایک رعب اُسکے دل مین ظاہر آوے اور جس مقام مین کہ پہونچا ہے وہان سے
پلٹ کر کسی طرح چلا جاوے اور ہمین اس حال مین کہ برسات قریب پہونچی ہے اسکا پیچھا چاہیے کرنا اور جہان گیا ہے چاہیے جانا
اور مثل مشہور ہے کہ پانی سے پیشتر موزہ نکالنا چاہیے کھینچنا اگر وہ مع فیل اور مال و اسباب سالماً غانماً کڑہ مین آوے اور
ظاہر ہو کہ اسکے باطن مین کسی طرح کے خلاف اور فساد نے راہ پائی ہے ایک صدمہ بادشاہی سے اسکا کام تمام ہو سکتا ہے
ملک احمد حبیب کے دلمین بسبب اطلاع پانی ملک فخرالدین کوجی کے حقیقت حال پر اور چشم پوشی کرنا اسکا معاملہ
سے آتش غضب افروختہ ہوئی اور روسے اضطراب کے کہا وقت گزرتا ہے کسواسطے سستی کرتا ہے جسوقت ملک علاءالدین
مع فیل و اسپ و مال کڑہ مین جاوے اور وہان سے آب سرو سے عبور کرکے قصد لکھنوتی کا کرے تو اُسکے عہدے سے بر آویگا بادشاہ
اسبات سے ناراض ہوا اور صاحب غرضی کی نسبت اسکی طرف منھ کرکے فرمایا کہ ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاءالدین
کی نسبت بدگمان ہے اُسے مین نے اپنی آغوش مبارک مین پالا ہے اور فرزندون کیطرح منصب عالی پر پہونچایا ہے اگر فرزندان اصلی مجھسے
منحرف اور سرتاب ہون ممکن ہے الا وہ مجھسے پھرے متصور نہین ہے سلطان کا یہ فرمان سنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ

بند

بند ہوا منفذ سخن مسدود ہوا مجلس سے اٹھا اور تاسف کرتا ہوا باہر گیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہتا تھا کہ ہیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت
کو لات مارتا ہے نہین جانتا کہ آخر کو اسکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت پڑھی **بیت** چو تیرہ شود مرد را روزگار × ہمہ آن کند کش
نیاید بکار × جو سلطان نے ملک فخرالدین کوچی کی تحسین کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی ابھی جگہ گرم کی تھی کہ ملک علاءالدین کی عرضداشت
کڑہ سے پہونچی کہ اکتیس زنجیر فیل اور تمام اسپ و جواہر اور زر و اقمشہ کہ اقبال سلطانی سے خیرخواہ کے ہاتھ آیا ہے پیشکش کیواسطے
موجود ہے لیکن چونکہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور بسبب بُعد مسافت اور بند ہونے راستون کے ایک عرضداشت اس مدت مین بارگاہ مین
نہین پہونچی بندہ نہایت محجوب ہے اور خائف ہے اور ایک جماعت کہ اس سفر مین رفیق ہوئی ہے وہ بھی خوف سے بید کیطرح لرزان ہے توقع ہے
ایک توقیع بخط مبارک بنام بندہ و رفقاے بندہ کہ لوازم جان نثاری و جانسپاری مین کسی طرح کی تقصیر نہین کی ہے عنایت ہووے تو
سر سے قدم کرکے مع اُن اشیا کے کہ سفر مین دستیاب ہوئی ہے درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہون القصہ پہونچنا اس عریضہ کا بادشاہ
کو باعث قریب تمام ہوا یکبارگی ملک علاءالدین کے اخلاص و محبت پر جادم لیعنے عزم استوار کنندہ ہوا اور ملک علاءالدین خود
مستعد روانگی لکھنوتی کی کرتا تھا اور ظفر خان کو اودھ بھیجکر کشتیان آب سرو کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائین تھین کہ جسوقت
سلطان کڑہ کیطرف راہی ہووے مین کشتی مین سوار ہوکر لکھنوتی جاؤن اور وہان قائم ہوکر علم مخالفت بلند کرون اور یہان
سلطان نے بحسب التماس ایک فرمان مشتمل بانواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیون کی معیت سے
جو محرم راز تھے کڑہ مین بھیجا جب یہ کڑہ مین پہونچے دیکھا کہ ملک علاءالدین بادشاہ سے برگشتہ ہے اور تمام امرا
بھی سرتاب ہین ملک علاءالدین نے دونون ایلچیون کو مقید کرکے محافظون کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ مین
ایسی تاکید کی تھی کہ ایلچی ایک حرف حقیقت حال کا بادشاہ کو تحریر نہ کرسکتے تھے اسواسطے سلطان نے اصل حال
سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کو پوشیدگی مین الماس بیگ برادر ملک علاءالدین کہ وہ بھی داماد اور برادرزادہ
سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جسوقت کہ فرصت پاتا تھا کہتا تھا کہ زبانون پر خبر بیغاتی بادشاہ کی میرے
بھائی کے نسبت نہایت مشہور ہے ڈرتا ہون کہ ملک علاءالدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے
قتل پر اقدام کرے اسواسطے کہ حضرت کے بیفرمان دیوگڑہ کیطرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہے درمیان اس
حال کے ملک علاءالدین کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہونچا کہ حقوق سلطانی مجھپر زیادہ تر اُس سے ہین کہ تحریر کرون کہ
فی الحقیقت وہ میرا باپ ہے اور عم اور صاحب بھی ہے اور میری زندگانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع
مجھپر محقق ہوا ہو کہ رضاے شاہ کی میرے قتل مین ہے مجھے اعلام کر کہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہون کھاکر جان شیرین گنواؤن
یا یہ کہ جدھر میرے سینگ سمائین چلا جاؤن الماس بیگ الغخان نے یہ کتابت سلطان کے ملاحظہ مین گذرانی اور صدہا طرح کی
چاپلوسی کہ ملک علاءالدین کی کتابت مین تھین قوت سے فعل مین لایا اور جو خفیہ ملک علاءالدین نے اپنے بھائی کو لکھا تھا
کہ ایسا کر کہ سلطان نادان طمع مال مین لیجاوے اور جریدہ یعنے تھوڑے سواری سے کڑہ کیطرف متوجہ ہووے عین مراد ہے اس
سبب سے الماس بیگ نے کتابت گذرانتے کیوقت زار زار قطار رو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے
کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہو کڑہ مین نزول اقبال و حلول اجلال فرماوین ایک منت عظماے سابق ہے
در ایک حق حقوق ماتقدم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بیچارہ **بیت** چو لوح خاطرش از نقش سادہ
است × سرو کارش بجاے اوفتادہ است × کہ صد رہ بستہ چشمش در شکر خواب × کتاب سحر بابل را بعد تاب ×

اس بات کو صدق محض تصور کرکے بے تامل و مشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو بہ تعجیل تمام کڑہ مین جاکر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہو کہ اپنے
قتل یا آوارگی پر اقدام کرے مین بھی متعاقب جریدہ بسبیل یلغار پہونچتا ہون الماس بیگ اُسیوقت کشتی پر سوار ہوکر ہوا سے تندی کیطرح پانی پر
روان ہوا اور ساتوین روز کڑہ مین پہونچا اور خبر پہونچنے تیر مراد کی ہدف مقصود پر پہونچائی ملک علاء الدین نے شادیانہ عنایت پیش عذاری
بادشاہی کا بجا لایا اور بھائی کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزیمت لکھنوتی چاہیے کرنا یا نہین وہ جماعت کہ اُسکے پاس
تقرب رکھتی تھی بولی کہ اب لکھنوتی جانا مناسب نہین ہے بادشاہ مال اور اقبال کی طمع سے برسات مین جریدہ ہمارے روبرو
آتا ہے پہلے اُسکا کام تمام کرین اُسکے بعد ارکلیخان بادشاہ ہو اور جبتک وہ آپکو امور ملکی اور مالی سے فراغ حاصل کرے ہم
ممالک جونپور اور لکھنوتی اور بنگالہ اپنے تصرف مین لاکر استیصال کا نشان بلند کرین ملک علاء الدین نے یہ رائے مناسب اور
بہتر جانی جگہ سے نہ ہلا بادشاہ جلال الدین کی اجل دامنگیر ہوئی اور چونکہ حرص مجسم ہوا تھا ممانعت کسی مانع اور نصیحت کسی
ناصح کی سود مند نہ پڑی عزیمت اُس سفر کی مصمم کی کسواسطے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کیطرف جاویگا جواہر اور
مال اور اقبال مشکل سے دستیاب ہوگا اور دل اُس سے اُٹھانا نہایت اشکل تھا چہ ایک ہزار سوار لیکر کشتی مین سوار ہوا اور کڑہ
کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر و حشم خشکی کے راستہ سے لاوے **بیت** نیوشندہ چون گوش ندہد بپند *
خورد گوشمال از سپہر بلند * جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آب گنگ سے عبور کرکے
مانکپور کو لشکرگاہ کیا اور جب سترھوین رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی دور سے نمایان ہوا ملک علاء الدین
کی سپاہ عرض تجمل اور بجاآورے خدمت کے بہانے سے سلاح و آہن مین غرق ہوئے اور گھوڑے ہاتھیون کو آراستہ کیا اور ملک
علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نمکحرام کو استقبال کیواسطے بھیجا کہ جس حیلہ سے ہوسکے بادشاہ کو اس اندک مایہ سے کہ
مردم بزرگ کشتی مین ہمراہ ہین جدا کرکے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت مین پہونچکر عرض کی کہ بندہ اگر ایک روز کے بعد
پہونچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہوجاتا باوجود اسکے ابتک کچھ رعب اپنے دل مین رکھتا ہے اور اگر بادشاہ کو اسقدر سوار جرار
مستعد دیکھیگا یقین ہے کہ متوہم ہوکر قصد آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اُسکے حرف شکستہ کو نستعلیق سمجھکر فرمایا کہ جو سوار کشتی
مین ہمراہ ہین یہین توقف کرین اور خود چند خواص سے ایک کشتی مین پیشتر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طے ہوئی پھر الماس بیگ
غدار زبان مکر کھولکر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہے اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کیخدمت مین حاضر
ہین مسلح اور مستعد دیکھیگا عنایت سلطانی سے مایوس ہوگا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے دور کردو اور جب ساحل
کے قریب پہونچے بادشاہ کے مقربون نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھکر اُسکے غدر اور مکر کا یقین
حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام مین ہے پس ملک خرم دبیک نے الماس بیگ سے کہا کہ ہمنے تمہارے التماس کے
موافق اپنے افواج دریا امواج کو جدا کیا اور ہتھیار کھولڈالے تم مستعد جنگ دکھائی دیتے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا
بھائی چاہتا ہے کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور مکمل نظر کیمیا اثر سے گذرانے اور مجرائے خدمت کرے بادشاہ بموجب اذا جاءَ
القدر عمی البصر کے اُسوقت بھی اُنکے مکر اور غدر سے کہ خرد و بزرگ پر روشن ہوگیا تھا پی نہ لیگیا اتنا الماس بیگ سے کہا کہ
باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طے کرکے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہون وہ یہ بھی نہین کرتا کہ زورق مین سوار ہوکر میرا
استقبال کرے الماس بیگ غدار نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہین چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہے کہ
مع اسباب پیشکش یعنے فیل و اسپ و مال و جواہر گذرانکر خدمت کرے اور سامان افطار بھی ترتیب دیکر اُمیدوار ہے